تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

الفرقان

ربوہ

ماہنامہ

"مذاہبِ عالم پر نظر"

اپریل ۱۹۶۱ء

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝

اے بے خبر! بخدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

(حضرت مسیح موعودؑ)

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

الفرقان

یعنی

مذاہبِ عالم پر نظر

جلد ۱۱ ——— شمارہ ۴

اپریل ۱۹۶۱ء

بدل اشتراک	ایڈیٹر	تاریخ اشاعت
پاکستان و بھارت ..... چھ روپے دیگر ممالک ..... بارہ شلنگ	ابو العطاء جالندھری	ہر انگریزی مہینہ کی دس تاریخ مقرر ہے

فی پرچہ - دس آنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجات

مضمون	صاحبِ مضمون	صفحہ
۱۔ آٹھ ہزار پاکستانی مسلمانوں نے عیسائیت قبول کر لی۔ (ارتداد کی اس رَو کو روکنے کے لئے چار تجویزیں)	ایڈیٹر	ص۳
۲۔ شذرات	"	ص۷
۳۔ تحقیق اُمّ الالسنہ (بائیبل اور انگریزی زبان میں اسمائے اعلام)	جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائلپور	ص۹
۴۔ ماحصل مطالعہ (نئے اور ضروری حوالہ جات)	متفرق احباب	ص۱۳
۵۔ جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض	کلمات طیبات حضرت مسیح موعودؑ	ص۱۶
۶۔ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے فضائل	جناب شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ	ص۱۷
۷۔ توحید (رباعی)	جناب احمد نذیر احمد صاحب ظفر	ص۱۹
۸۔ لطفِ خدا (فارسی نظم)	جناب مبشر احمد صاحب راجیکی	"
۹۔ نوادرات (نظم اردو)	جناب عبدالسلام صاحب اختر	ص۲۰
۱۰۔ البیان — (مسلسل)	ابوالعطاء	ص۲۱
۱۱۔ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مریمؑ کا مشرق میں ورود	جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائلپوری "فاضل عیسائیت"	ص۲۵
۱۲۔ سوالات اور انکے جوابات	ایڈیٹر	ص۳۰
۱۳۔ سود کے متعلق بھائیوں سے ایک سوال	"	ص۳۱
۱۴۔ تین مجاہد دیندار نوجوانوں کا ذکر خیر	"	ص۳۳
۱۵۔ جناب ڈاکٹر بدرالدین صاحب مرحوم کے مختصر حالات	جناب شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے	ص۳۴
۱۶۔ داڑھی کی شرعی حیثیت اور اسکی تشریح	مکرم امتیاز الدین احمد صاحب ایمن آبادی	ص۳۵
۱۷۔ صحائفِ قرآن پر تبصرہ	تبصرہ نگار	ص۳۶
۱۸۔ نوائے بے نوا (نظم)	جناب مصلح الدین احمد صاحب مرحوم راجیکی	ص۳۷
۱۹۔ تعلق باللہ کے ذرائع	جناب مولوی غلام احمد صاحب فرخ مولوی فاضل	ص۳۸
۲۰۔ رسالہ الفرقان کے خاص معاونین	مینیجر الفرقان	ص۴۲
۲۱۔ عزیزہ امۃ اللہ بیگم مرحومہ کا ذکر خیر	رسالہ شہناز کراچی	ص۴۴
۲۲۔ صحابہ کرامؓ کی شان میں عربی قصیدہ	حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ کلام	ص۴۵

محترم بھائی! اگر اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کا چندہ خریداری ختم ہے۔ آپ مہربانی فرما کر چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا بذریعہ خط مطلع فرمائیں۔ بصورت دیگر اگلا رسالہ وی۔ پی ہوگا۔ اور خرچ بھی زائد ہوگا۔ کیا آپ منی آرڈر کر رہے ہیں؟

عبدالرحمٰن انور
مینیجر الفرقان

اعلان

"حرفِ محرمانہ" کا جواب مرتب ہو رہا ہے عنقریب تاریخ اشاعت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

(طابع و ناشر: ابوالعطاء جالندھری۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۱ ماہنامہ الفرقان ربوہ شمارہ ۴

خصوصی مقالہ

"ایک برس میں آٹھ ہزار پاکستانی مسلمانوں نے عیسائیت قبول کر لی"

دردمند مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ!

ارتداد کی اس رَو کو روکنے کے لئے چار تجویزیں

عید الفطر کی تقریب سعید کے سلسلہ میں معاصر نوائے وقت لاہور (۲۰ مارچ ۱۹۶۱ء) نے لکھا ہے کہ:-

"عید کی نماز ادا کرنے کے لئے سب سے بڑا اجتماع شاہی مسجد میں ہوا جس میں صوبائی گورنر ملک امیر محمد خان کے علاوہ اعلیٰ سرکاری ملازموں اور ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر مولانا غلام مرشد نے ایک بصیرت افروز خطبہ دیا جس میں آپ نے باشعور پاکستانی عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی قوم کے نونہالوں اور آئندہ کے معماروں کی تربیت پر خاص توجہ دیں۔ کیونکہ ہمارے بچے دینی تعلیم اور صحیح تربیت کی عدم موجودگی میں الحاد کی جانب بڑھ رہے ہیں اور یہ صورتِ حال ہمارے لئے شرمناک حد تک افسوسناک ہے۔

آپ نے کہا کہ قرآن میں بدکاری، بداعتقادی اور بدزبانی کو چھوڑنے کی خاص طور پر ہدایت کی گئی ہے اور رسول کریمؐ سے پروانہ وار محبت اور تحفظ ناموس رسولؐ پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ نیک جذبہ ہمارے دلوں سے ناپید ہوتا جا رہا ہے جس کی وجہ محض یہ ہے کہ ہمارے ہاں اسلامی طریق کے مطابق بچوں کی تربیت کا کوئی انتظام نہیں۔ آپ نے کہا کہ اگر یہ جذبہ ہمارے اندر موجود ہو تو ہمارے ملک میں اشتراکیت کے پھیلنے کا خطرہ باقی نہ رہتا اور نہ ہی نئی نسل میں الحاد کے پیدا ہونے کی کوئی صورت باقی رہتی۔

آٹھ ہزار مسلمانوں کا ترکِ اسلام

آپ نے بتایا کہ مذہبی تعلیم کی کمی اور محبتِ رسولؐ کے جذبہ کی عدم موجودگی میں پاکستان میں اسلام سے انحراف اور دوسرے مذاہب کو اختیار کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ایک مصدقہ اطلاع کے مطابق گزشتہ ایک سال کے دوران پاکستان کے مختلف علاقوں کے قریباً آٹھ ہزار فرزندانِ توحید

نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر لی۔ اگر ان آٹھ ہزار افراد کو محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی کے شرف کا صحیح اندازہ ہوتا تو وہ کبھی صلیب کو اپنی گردن کی زینت نہ بناتے۔ آپ نے کہا کہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان کے علاقوں میں عیسائیوں کی کل تعداد صرف اسی ہزار تھی لیکن ہمیں اس امر پر شرم محسوس کرنی چاہیئے کہ اب ہمارے ملک میں عیسائیوں کی تعداد بڑھ کر دو لاکھ اٹھائیں ہزار تک جا پہنچی ہے اور اسلام سے انحراف کی یہ رفتار اب تیز ہوتی جا رہی ہے۔

ذمہ دار کون ؟

آپ نے کہا کہ ہم اس سلسلہ میں عیسائی مشنریوں کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتے اور نہ ہی ان کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر سکتے ہیں بلکہ ایسا کرنا رسول مقبول ؐ کی ہدایات کے منافی ہوگا۔ آپ نے کہا اس سلسلہ میں سب سے بڑی ذمہ داری ہم مسلمانوں اور خاص کر علماء اور قوم کے لیڈروں پر عائد ہوتی ہے۔ غیر ملکی مذہبی مشنریاں دوسرے لوگوں کو اپنے مذہب میں لانے کے لئے ہر قسم کا لالچ دے رہی ہیں اور انہوں نے ملک میں جا بجا رفاہی ادارے بھی کھول رکھے ہیں لیکن ہمارے ہاں مذہبی تعلیم کے فروغ کے لئے کوئی باقاعدہ منظم تبلیغی تنظیم قائم نہیں۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ اسلام کے فروغ اور لوگوں میں محبتِ رسول ؐ اور ناموسِ رسول ؐ کے تحفظ کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے سرفروشوں کی کوئی جماعت پیدا ہونی چاہیئے اور اسکے علاوہ ہمیں اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم سے بھی پوری طرح آگاہ کرنے کے معقول انتظامات کرنے چاہئیں۔"

(امروز ۲۰ مارچ ۱۹۶۱ء)

یہ حالات ہر درد مند مسلمان کے لئے تشویشناک ہیں۔ علماء کی طرف سے گزشتہ زمانہ میں عوام مسلمانوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی تھی کہ چونکہ حکومت انگریزوں کی ہے اسلئے حکومت کے زیرِ اثر لوگ عیسائیت اختیار کر رہے ہیں مگر اب تو یہ بات بھی نہیں اب تو ہم آزاد اسلامی سلطنت میں بستے ہیں۔

مولانا غلام مرشد نے فرمایا ہے کہ "سب سے بڑی ذمہ داری ہم مسلمانوں اور خاص کر علماء اور قوم کے لیڈروں پر عائد ہوتی ہے۔" ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی دینی تعلیم کا فقدان بھی اس کا ایک بڑا سبب ہے مگر دینی تعلیم کی کمی کی ذمہ داری بھی پلٹ کر علماء پر ہی پڑتی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو درحقیقت پاکستانی مسلمانوں کی اس زبوں حالی کے واحد ذمہ دار علماء ہیں جنہیں اپنے مناصب اور اقتدار پر قبضہ کا تو ہر گھڑی فکر رہتا ہے مگر دین کی ضرورتوں سے وہ سراسر غافل ہیں۔

ہمارے نزدیک ارتداد کے اس ہولناک طوفان کے وقت ہمیں اب اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ ذمہ دار کون ہے؟ اب تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ارتداد کی اس رَو کو روکنے کے کیا طریق ہیں؟ اور ان طریقوں پر عمل کس طرح کیا جائے؟ اس ضمن میں ہماری **گزارشات** درج ذیل ہیں :-

(۱) پہلی گزارش یہ ہے کہ اس کام یعنی عیسائیت کی تبلیغ کی زد سے عوام مسلمانوں کو بچانے کے کام کو درمند اہلِ علم مسلمان اپنا کام سمجھیں اسے حکومتی سطح پر لانے کی ہرگز کوشش نہ کرنی چاہیئے حکومت پاکستان نے اسلامی اصولوں کے مطابق سب پاکستانیوں کو اپنے خیالات کے اظہار اور اپنے عقائد کی تبلیغ کی اجازت دے رکھی ہے۔ ہر مذہب کے پیروؤں کا حق ہے کہ قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس اجازت سے فائدہ اٹھائیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ عیسائی تو اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے

جدوجہد کریں اور انہیں اس میں ایک حد تک کامیابی بھی ہو جائے مگر مسلمان اپنے دین کے پھیلانے کے لئے کوئی کوشش ہی نہ کریں۔ اور جب کبھی احساس پیدا ہو حکومت سے درخواست کرنے لگ جائیں، کہ عیسائیوں کی تبلیغ بند کر دی جائے؟ یقیناً یہ شکست خوردہ ذہنیت ہے اور یہی ذہنیت مسلمانوں کے تنزل کا باعث بن رہی ہے۔

(۲) دوسری گزارش یہ ہے کہ اس خطرہ کے وقت سب مسلمان فرقوں کو معقول رویّہ اختیار کرنا چاہیئے یعنی عیسائیوں کے مقابلہ میں متحدہ دفاعی محاذ پیش کرنا چاہیئے۔ فرقہ دارانہ اختلافات کو اس مرحلہ پر ہرگز اثر انداز نہ ہونے دینا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک یہ کام بہت مشکل ہے کیونکہ مخالفین اس اتحاد میں ضرور رخنہ اندازی کریں گے لیکن اس خدشہ کے باوجود اہلِ فراست مسلمانوں سے ہماری یہی گزارش ہے۔ اس ضمن میں اگر پوری کامیابی نہ ہو تو بھی کم از کم اتنی پابندی تو کی جا سکتی ہے کہ ہر فرقہ کے علماء اپنے اپنے فرقہ کے افراد و عوام کی ایسی دینی تربیت کریں کہ ان کے لئے خطرۂ ارتداد کسی نوع سے باقی نہ رہے۔

(۳) تیسری گزارش یہ ہے کہ اسلام کا پیغام اندرونِ پاکستان اور بیرونی مسیحی ممالک میں پہنچانے کے لئے ایسے ایثار پیشہ نوجوانوں کو صحیح معلومات سے مسلح کیا جائے جو دین کی خاطر ہر مشقت کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے والے ہوں۔ یہ کام بڑا وسیع ہے۔ اس کی زمامِ کار تجربہ کار ہاتھوں میں دی جائے لیکن یہ کام بہرحال اجتماعی ہونا چاہیئے تاکہ ہم نہ صرف فارغ ہو رہیں بلکہ اپنے گم گشتہ راہ بھائیوں کے علاوہ دوسرے مسیحیوں کو بھی اسلام کی آغوش میں لا سکیں۔ یہ کام نہ صرف ممکن ہے بلکہ زمانۂ حاضر میں عین آسمانی تقدیر ہے۔ مایوسی کا شکار مسلمان اس کے متعلق چھوٹی سی جماعت، جماعتِ احمدیہ کی ان کامیاب مساعی پر نظر ڈالیں جو مشرق و مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے یہ جماعت بروئے کار لا رہی ہے۔ اس سکیم پر اصولی اتفاق کے بعد جملہ فرقوں کے اہلِ دل اصحاب اس کی تفصیلات طے کر سکتے ہیں۔

(۴) چوتھی گزارش۔ اس ضمن میں چوتھی اور آخری گزارش یہ ہے کہ مسلمانوں کے عیسائی ہونے کا اصل سبب دریافت کر کے اس کا ازالہ کیا جائے۔ اور بھی چھوٹے چھوٹے اسباب ہیں مگر ہمارے نزدیک مسلمانوں کے عیسائی ہو جانے کا بنیادی سبب وہ غلط عقیدہ ہے جو عیسائیوں کی کوششوں سے مسلمانوں میں رواج پا گیا تھا۔ ہماری مراد حیاتِ مسیحؑ کے عقیدہ سے ہے۔ مسیحیوں کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے والا ہر مفکّر جانتا ہے کہ ان کی تبلیغ کا محور یہی عقیدہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عقیدہ قرآن پاک کے سراسر خلاف ہے۔ اب تو اس میں ہمارے ہاں کے کسی عالم کو کلام کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہی کیونکہ پُرانے محققین کے علاوہ اب تو ازہر یونیورسٹی کے سب سے بڑے عالم شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ قرآن مجید سے وفاتِ مسیحؑ ثابت ہے۔ (تفصیل کے لئے اسی نمبر کا بہرۂ تفسیر ملاحظہ فرمائیں)

یہ صداقت ایک آزمودہ حقیقت ہے کہ وفاتِ مسیحؑ کے عقیدہ کی صورت میں سحرِ عیسویت بالکل کافور ہو جاتا ہے۔ مشہور مسلمان مصنف جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر امرتسری نے ۱۹۱۱ء میں تسلیم کیا تھا کہ:-

"اگر نصاریٰ یقین کر لیں کہ مسیح فوت

ہوچکے ہیں تو یہ مذہب بھی مُردہ ہے۔"

(کتاب "دمشق" صـــ مطبوعہ ۱۹۱۱ء)

خواجہ صاحب سے بہت پہلے ۱۸۹۱ء میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے مسلمانوں کو درد بھرے دل سے بطور **وصیت** فرمایا تھا کہ :-

"**عیسائیوں** پر یہ ثابت کردو کہ درحقیقت مسیح ابن مریمؑ ہمیشہ کے لئے **فوت** ہوچکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں **فتحیاب** ہونے سے تم **عیسائی مذہب** کی روئے زمین سے **صف** لپیٹ دوگے۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۲۳)

ہم موجودہ حالات میں اس گزارش کو نہایت اہمیت دیتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کا درد رکھنے والے اہلِ علم مسلمان ہماری اس گزارش پر توجہ سے کان دھریں۔ ایک تو عقیدہ غلط اور خلاف قرآن مجید ہے اور پھر اس سے مسلمان ارتداد کے گڑھے میں گر رہے ہیں اس لئے یہ گزارش وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہماری ان دردمندانہ گزارشات پر پوری توجہ دی جائے گی۔ ان تدابیر کو اختیار کرنے سے پاکستانی مسلمانوں کو مسیحیت کی آغوش میں جانے سے بچایا جاسکتا ہے۔ بلکہ اسلام کی دعوت کو مؤثر اور نتیجہ خیز صورت میں پاکستان اور بیرونی ممالک میں پھیلایا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین ؛

شذرات ——— (بقیہ صـــ)

"دنیا بھر کے مسلمان جس بھونڈے پن سے یورپ وامریکہ کی برائیوں کو اپنا رہے ہیں ان کے سامنے قرآن وحدیث کی باتیں کرنا بھینس کے آگے بین بجانا ہے۔" (نوائے وقت یکم اپریل ۱۹۶۱ء)

ہم اس تلخ حقیقت کو مانتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ ہے اور قرآن وحدیث سے ان کی بے اعتنائی نہایت درجہ افسوسناک ہے۔ مگر ہم اس مثال کو ہرگز تسلیم نہیں کرسکتے جو مُلّا واحدی صاحب نے بیان کی ہے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جب بھی مسلمانوں کو صحیح طریق سے قرآن مجید سنایا جاتا ہے تو اُن کے دلوں پر اثر ہوتا ہے اور ان میں سے بڑی تعداد اپنی گردنیں اللہ ورسولؐ کے حکم کے نیچے جھکانے پر تیار ہوجاتی ہے۔ ہماری یہ مراد نہیں کہ سارے ایسے ہیں مگر ایک بہت بڑی اکثریت اسلام کی عظمت کی قائل ہے اور قرآن وحدیث کو اپنا شعارِ زندگی بنانے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ قرآن وحدیث سنانے والے روحانیت سے لبریز ہوکر صحیح رنگ میں قرآن وحدیث سنائیں۔ ہمارے نزدیک ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن وحدیث سنانے والے روحانی انسان ہوں۔ جب تک وہ اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا نہ کریں گے ان کا کیا حق ہے کہ وہ عوام سے تبدیلی کرنے کی امید رکھیں؟ کیا ظاہری علوم کے غیر روحانی علماء کو قرآن مجید نے "کمثل الحمار یحمل اسفارًا" کا مصداق قرار نہیں دیا؟ حقیقت یہی ہے کہ قصور "بین بجانے والوں" کا ہے مگر وہ اپنے عیب کو چھپانے کے لئے مسلمانوں کو بھینسیں ٹھہرا رہے ہیں جو واقعات کے رُو سے غلط ہے ؛

آئندہ نمبر خاص نمبر ہوگا

اس میں جناب مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج مبلغ بمبئی کا ایک نہایت مفید اور ٹھوس مضمون فلسفۂ امامت کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے۔

(ایڈیٹر)

شذرات

(۱)

اعترافِ صداقت!

ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۴ اپریل ۲۱ء صفحہ ۱۰ پر لکھتا ہے:۔

"ہم عاجز ہیں اور ہمیشہ ہی اپنے عجز کا اقرار کیا ہے لیکن اتنے بھولے بھی نہیں کہ جماعتِ اسلامی کے ارکان کو اولیاء اللہ کی صف میں جگہ دیں اور خود مرید باصفا بنے رہیں۔ آدمی تو ہر شخص اکٹھا کر لیتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے بھی اکٹھے کر لئے تھے۔ فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت اس کی جاں نثار ہے۔ پھر یہ واقعہ نہیں کہ "دار السلام" (مودودی صاحب کے مرکز) کے جانی بردار وں میں اکثر درتے ہیں کہ بھاگ نکلے تھے۔ مگر مرزا غلام احمد کے پیرو آج تک قادیان کی حفاظت تین سو تیرہ کی جتھہ بندی سے کر رہے ہیں؟

پیرو کار تو غلام احمد پرویز کے بھی ہیں اور ان کے حلقۂ درس میں ریٹائرڈ افسروں اور نابختہ کلرکوں کی ایک بڑی کھیپ ہدایت وار کو حاضری بھرتی ہے۔

مولانا مودودی کے یمین و یسار اگر ایک جماعت جمع ہو گئی ہے تو یہ کوئی معجزہ نہیں اور اگر مولانا مودودی کو بسم اللہ کے اِس گنبد سے نکال دیں تو باقی چراغاں کا میدان رہ جاتا ہے، جس میں کچھ نعل حسین ہیں، کچھ مادھو۔۔۔"

ہوا کل میں لوگ کہتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب پر کوئی ایمان نہ لائے گا، وہ کوئی بڑی شخصیت نہیں اور ان کے پیش کردہ عقائد بھی علماء سے مختلف ہیں۔ مگر اب جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں "فضلاء کی ایک بہت بڑی جماعت" شامل ہے اور اپنی جاں نثاری میں اپنی مثال آپ ہے تو کہا جا رہا ہے کہ اپنے گرد آدمی جمع کر لینا کونسا مشکل کام ہے۔

پرویز صاحب اور مودودی صاحب کے ساتھیوں کو ایک مدعیٔ ماموریت کے اتباع پر قیاس کر لینا عقلاً بھی نادرست ہے۔ ان لوگوں نے جب خدا کی طرف سے ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا تو ان کو منجانب اللہ آنے والے مامور پر کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اتباع کی کیفیت کا اشارہ تو خود چٹان کے نوٹ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (الشعراء: ۱۹۷) کہ کیا ان لوگوں کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی یہ کافی دلیل نہیں کہ آپ کو بنی اسرائیل کے علماء کی ایک جماعت شناخت کرتی ہے؟ سوال یہ ہے کہ کیا اسی معیار کے مطابق مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اعتراف موجود نہیں؟

(۲)

جناب امیر غیر مبایعین کا سراسر غلط استدلال

جناب مولوی صدر الدین صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنے مکتوب مطبوعہ پیغام صلح یکم مارچ سنہ ۶۱ء میں استدلال فرمایا ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اساتذہ

کے نام لکھ دیئے ہیں یعنی آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اسلئے آپ نبی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ نبی وہ ہوتا ہے جو اَن پڑھ ہو۔ یہ عامیانہ استدلال بعض کم علم علماء عوام مسلمانوں کو سکھایا کرتے تھے تا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اعتراض کرتے رہیں۔ حالانکہ قرآن و سنت میں اس "استدلال" کی کوئی بنیاد موجود نہیں۔ مقامِ افسوس ہے کہ اب اس استدلال کو ہمارے غیر مبائع بھائیوں کے امیر صاحب نے اپنا لیا ہے۔

ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں جس سے جناب مولوی صدر الدین صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰؑ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اس لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی استاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَأْ کہا یعنی پڑھ اور کسی نے نہیں کہا۔ اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے بس یہی مہدویت ہے جو نبوتِ محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرارِ دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے۔"

(ایام الصلح اردو طبع اول ص۱۴۷)

اس صریح حوالہ کو پڑھنے کے بعد کوئی احمدی تو ایسا "استدلال" نہیں کرسکتا جیسا جناب مولوی صدر الدین صاحب نے کیا ہے۔

اس جگہ یہ سوال خود بخود پیدا ہوجاتا ہے کہ کیا جناب امیر غیر مبائعین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا علم نہیں اور کیا انہوں نے یہ حوالہ مطالعہ نہیں فرمایا تھا؟ ہمارا اندازہ یہی ہے کہ جناب مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بہت کم فرماتے ہیں اسی لئے ان سے یہ فروگذاشت ہوگئی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ جناب مولوی صاحب فرمائیں کہ حوالہ تو مجھے بخوبی معلوم تھا مگر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کو درست نہیں سمجھتا اور میرے نزدیک یہ حجت نہیں۔ ایسی صورت میں ہم ان کی توجہ اسی رسالہ میں دوسری جگہ "حاصلِ مطالعہ" کے زیر عنوان شائع ہونے والے پہلے حوالہ کی طرف مبذول کرتے ہیں جس میں مصر کے مشہور عالم الشیخ رشید رضا نے لکھا ہے کہ اُمّی ہونا صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے، اس وصف میں آپ کے ساتھ اور کوئی نبی شریک نہیں۔ گویا جملہ انبیاء علیہم السلام پڑھے لکھے تھے۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف کیا فرمائیں گے؟

(۳)

قرآن و حدیث کی باتیں اور مسلمان

ملا واحدی اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:۔

(ملاحظہ ہو صـــ)

قسط نمبر ۱۸

تحقیق اُمّ الالسنۃ

بائیبل اور انگریزی زبان میں اسمائے عَلَم

(از قلم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ لائل پور)

(رسالہ الفرقان کے گذشتہ پرچوں میں اُمّ الالسنہ سے متعلق ۱۷ قسطیں شائع ہو چکی ہیں اور اب یہ اٹھارھویں قسط ہے (علاوہ ازیں رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی میں اس موضوع پر دس اقساط شائع ہو چکی ہیں اور یہ دسویں قسط ماہ نومبر ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی جو ستر صفحات پر مشتمل ہے اور سنسکرت لغت کا کثیر حصہ اس میں درج ہے۔ جس سے سنسکرت زبان کا عربی زبان سے ماخوذ ہونا ثابت کیا جا چکا ہے)

اس قسط نمبر ۱۸ میں ہم بائیبل اور انگریزی زبان کے اسمائے اعلام (ناموں) کے عربی مآخذ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ اسمائے عَلَم بھی بامعنی الفاظ ہوتے ہیں اور جب اُن کی بنیاد معلوم ہو جائے تو وہ بآسانی عربی سے ماخوذ ثابت ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اُن کی بنیاد معلوم نہ ہو تو اُن کے مآخذ کی تلاش سعی لاحاصل ہوتی ہے میکس مولر کا قول ہے کہ انسان خود ایک لفظ بھی نہیں بنا سکتا اور زبانوں کا تمام مواد ابتدائی ہیولے اور خمیر مایہ پر ہی مبنی ہے۔

اکثر اسمائے عَلَم میں اصلی لفظ کو کانٹ چھانٹ کر بہت مختصر کر لیا جاتا ہے جیسا کہ آپ اور ہم سب اپنے بچوں کے ناموں کو مخفف کر لیتے ہیں۔ ناظرین ان امور کو مدنظر رکھ کر الفاظِ ذیل پر غور فرمائیں۔ عربی ماخذ علامت ۱۱ کے بعد لکھا گیا ہے۔

بائیبل میں اسمائے عَلَم

۱۔ ابرہام - ابراہیم علیہ السلام کا نام بائیبل میں پہلے ابرام لکھا گیا ہے جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ:-

"اَبْرَمَ کے معنی بات کو پکا کرنے کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابرم الکلام کے معنی ہوتے ہیں۔ احکمہ اس نے کلام کو خوب پکا کیا۔" ابرام کے معنی ہوئے ایسی عمدہ بات کرنے والا اور ایسی اچھی بحث کرنے والا جو دوسرے کو اپنا مافی الضمیر اچھی طرح سمجھا دے اور اُسے ساکت کر دے۔"

(تفسیر کبیر سورہ مریم ص ۲۶۵)

پھر ابرام نام ابرہام میں تبدیل ہو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"دیکھ میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابرام نہیں

کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام ابرہام ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھے **بہت قوموں کا باپ** ٹھہرا دیا ہے۔" (پیدائش ۱۷-۵)

ابرہام کے معنی انگریزی لغت میں ہیں:۔

"father of multitude"

یعنی بڑی تعداد کا باپ ہے۔

|| اَب ۔ باپ + رھام ۔ بڑی تعداد

۲۔ اسمٰعیل: "اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ اس لئے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا۔" (پیدائش ۱۶-۱۲)

|| سَمِعَ ۔ سُننا + اِلٰہ ۔ معبود۔

نوٹ ۔ عبرانی میں ایل بمعنی خدا ۔ الٰہ کا بگاڑ ہے۔

۳۔ اضحاق: "جب اس کا بیٹا اضحاق اس سے پیدا ہوا۔ تو ابرہام سو برس کا تھا۔ اور سارہ نے کہا ۔ خدا نے مجھے ہنسایا۔" (پیدائش ۲۱-۶-)

|| ضحک ۔ ہنسانا۔

۴۔ یعقوب: "جب وہ ربقہ سے پیدا ہوا اور اس کا ہاتھ عیسو کی ایڑی کو پکڑے ہوئے تھا۔ اور اس کا نام یعقوب رکھا گیا۔" (پیدائش ۲۵-۲۶)

|| عَقِب ۔ ایڑی ۔ پوتا

۵۔ دان: "یعقوب سے اس کے بیٹا ہوا ۔ تب راخل نے کہا ۔ خدا نے میرا انصاف کیا۔ اسلئے اس کا نام دان رکھا۔" (پیدائش ۳۰-۷) ۔

|| دِین ۔ قضا ۔ دیّان ۔ جج ۔

۶۔ جدّ: "تب لیاہ نے کہا ۔ زہے قسمت ۔ سو اس نے اس کا نام جدّ رکھا۔" (پیدائش ۳۰-۱۱) || جَدّ خوش قسمت۔

۷۔ اشکار: "تب لیاہ نے کہا کہ خدا نے میری اجرت مجھے دی ۔ کیونکہ میں نے اپنے شوہر کو اپنی لونڈی دی اور اس نے اس کا نام اشکار رکھا۔" (پیدائش ۳۰-۱۹) || شاکر تیہ ۔ نوکری مزدوری۔

۸۔ منسّی: "یوسف نے پلوٹھے کا نام منسّی یہ کہہ کر رکھا کہ خدا نے میرے اور میرے باپ کے گھر کی سب مشقت بھلا دی۔" (پیدائش ۴۱-۵۲)

|| نَسِیَ ۔ بھول جانا۔

۹۔ افرائیم: "اور دوسرے کا نام افرائیم یہ کہہ کر رکھا کہ خدا نے مجھے میری مصیبت کے ملک میں پھلدار کیا۔" (پیدائش ۴۱-۵۲) || عَفَرَ بار آور کرنا۔

۱۰۔ موسیٰ: "اس نے اس کا نام موسیٰ یہ کہہ کر رکھا کہ میں نے اسے پانی سے نکالا۔" (خروج ۲-۱۰)

|| انگریزی میں *draw* کا لفظ ہے۔ ماء ۔ پانی وَحَصَّ ۔ زمین پر گھسیٹنا لیکن اگر پانی سے بچانا مراد ہو تو ماء ۔ پانی + حصّی ۔ بچانا۔ لفظ موسیٰ کی تحقیق میں علماء کو شک ہے کہ اس کے معنی پانی سے نکالنا ہے یا بچانا۔ ہم نے دونوں ماخذ دے دیئے ہیں ۔ فتدبر

۱۱۔ جیرسوم: "ان میں سے ایک کا نام موسیٰ نے یہ کہہ کر جیرسوم رکھا تھا کہ میں پردیس میں مسافر ہوں۔" (خروج ۱۸-۳) || جَھَر ۔ سفر کرنا۔ (اجنبی ملک میں) سَاحَ ۔ سفر کرنا ۔ شہروں میں پھرنا (جَھَر + سَاحَ)

۱۲۔ الیعزر: "اور دوسرے کا نام یہ کہہ کر الیعزر رکھا تھا کہ میرے باپ کا خدا میرا مددگار ہوا۔" (خروج ۱۸-۴) || اِلٰہ ۔ معبود ۔ عَزَر مدد کرنا۔

۱۳۔ عکور: "تب خداوند قہر شدید سے باز آیا ۔ اسلئے اس جگہ کا نام آج تک وادیٔ عکور ہے۔" (یشوع

۲۶-۷) ‖ اعکر۔ التصرات دعطف۔

۱۴- بوکیم: "وہ چلا چلا کر رونے لگے اور انہوں نے اس جگہ کا نام بوکیم رکھا" (قضاۃ ۲-۵) ‖ ابکی رونا۔

۱۵- مارہ: "مجھ کو نعومی نہیں بلکہ مارہ کہو اس لئے کہ قادرِ مطلق میرے ساتھ نہایت تلخی سے پیش آیا ہے" (روت ۱-۲۰) ‖ اَمَرّ۔ تلخ ہونا۔

۱۶- حلقت ہصوریم: "تلوار اپنے مخالف کے پہلو میں بھونک دی۔ سو وہ ایک ہی ساتھ گرے اسلئے وہ جگہ حلقت ہصوریم کہلائی" (سموئیل ۲-۱۶) ‖ حالوقہ۔ تیز تلوار + حصیر۔ پہلو

۱۷- اسکال: "اسی گچھے کے سبب سے جسے اسرائیلیوں نے وہاں سے کاٹا تھا۔ اس جگہ کا نام وادیٔ اسکال پڑ گیا" (گنتی ۱۳-۲۴) ‖ عثکال۔ کھجور کا گچھا۔

۱۸- زارح: "پھر اس کا بھائی جس کے ہاتھ میں لال ڈورا بندھا تھا۔ پیدا ہوا۔ اور اس کا نام زارح رکھا گیا" (پیدائش ۲۹-۳۰) ‖ احمر ذریحی۔ سُرخ ارغوانی رنگ۔

۱۹- اسرائیل: "اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اس سے کشتی لڑتا رہا"۔ "تب اس نے پوچھا تیرا کیا نام ہے۔ اس نے جواب دیا یعقوب۔ اس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا۔ کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں سے زور آزمائی کی اور غالب ہوا" (پیدائش ۳۲-۲۴ تا ۲۸) صَرَعَ۔ پچھاڑنا۔ زمین پر گرانا صارع۔ کشتی لڑنا + الٰہ۔ خدا۔

۲۰- یسوع: "تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا" (متی ۱-۲۰) ساع۔ آزاد چرنا۔ نجات کے معنی خلاصی یا آزادی ہیں۔ اور یسوع کے لئے لفظ چرواہا اکثر آتا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں پر یسوع کی نجات دہندگی "اپنے لوگوں" تک محدود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ورسولاً الیٰ بنی اسرائیل۔ اور واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انّی رسول اللہ الیکم۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد الٰہی ہے قل یاایّھا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعًا (اعراف-۱۵۸) اور وما ارسلنٰک الّا رحمۃ للعٰلمین (انبیاء-۱۰۷) اور وما ارسلنٰک الّا کافّۃً للنّاس۔ (سبا-۲۸)

۲۱- ہوشعنا۔ (متی ۲۱-۹) اس لفظ کا روٹ HOSHIA بمعنی بچانا ہے ‖ حقّی۔ بچانا۔

۲۲- ہقل دما۔ خون کا کھیت (اعمال ۱-۲۰) ‖ حَقل۔ کھیت + دَم۔ خون۔

نوٹ (الف) بائیبل میں ہزاروں اسمائے عَلَم ہیں جو عربی سے ماخوذ ثابت ہوسکتے ہیں بشرطیکہ ان کی بنا معلوم ہو۔ جیسا کہ اوپر کے الفاظ کا حل اس امر کو ثابت کرتا ہے۔ مندرجہ بالا فہرست مُشتے نمونہ از خروارے ہے۔

(ب) جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کا نام مرکب نہیں ہوسکتا وہ اپنی انتہائی ناواقفی اور علم اعلیٰ پر نظر ثانی فرمائیں اور ابراہیم، موسیٰ اور اسرائیل ناموں پر غور کریں ؎

شرے پائے نظر کو آزادی تو دبینی کو آزاد نہ کر

(ج) ناموں سے کسی خاندان، قبیلہ یا عہد کے تمدن و معاشرت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اُوپر کے ناموں سے ظاہر ہے کہ وہ کسی نہ کسی واقعہ پر مبنی ہیں۔ ہمارے زمانے میں بھی اِس قسم کے بعض نام رکھے جاتے ہیں جو کسی واقعہ یا قصہ کی طرف اشارہ یا تلمیح پر مبنی ہوتے ہیں۔

(د) مندرجہ بالا نام اکثر عبرانی ہیں۔ اور عبرانی عربی کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ جیسا کہ مرقومہ بالا مآخذ بخوبی ثابت کرتے ہیں۔ عبرانی زبان کے حروفِ تہجی کل ۲۲ ہیں۔ یعنی ابجد۔ ہوز حطی۔ کلمن سعفص۔ قرشت۔ لیکن ث۔ خ۔ ذ، ض۔ ظ۔ غ یہ چھ حروف عبرانی حروفِ تہجی میں موجود نہیں ہیں۔ اِس لحاظ سے ظاہر ہے کہ ہزاروں عربی الفاظ جو ان چھ حروف پر مشتمل ہیں عبرانی میں نایاب ہوں گے۔ پس عربی زبان عبرانی پر حاوی اور محیط ہوگی اور عبرانی کو اپنی وسعت کے اندر لے لیگی۔ اس کے برعکس عربی زبان عبرانی کے اندر نہیں سما سکے گی ؎

که بسیار باید بر اندکے
یکے برصد آید نہ صد بر یکے

(ہ) مندرجہ بالا مآخذ غور اور تدبر کے قابل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ وفوق کلّ ذی علم علیم۔

مندرجہ ذیل اسمائے عَلَم انگریزوں میں عام طور پر مستعمل ہیں:-

۲۳- ABI-GAIL باپ + شاندار || اَب۔ باپ + جلّ۔ شاندار ہونا۔

۲۴- AB-SALOM باپ + صُلح || آب۔ باپ + سلم۔ صُلح۔

۲۵- AFRA خاک || عفر۔ خاک۔ مٹی۔

۲۶- ETHEL شریف || اصیل۔ شریف۔ اصیل کو اثیل کہا ہے۔ ص کا ابدال تھ میں اکثر ہوتا ہے۔ مثلاً قصہ۔ کہانی انگریزی میں تو CASE ہے۔ لیکن سنسکرت میں یہ لفظ کتھا۔ کہانی ہے۔

۲۷- CATHER-ine صاف || قصر۔ دھونا سفید کرنا (کپڑا)

۲۸- ALBERT- دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ATHEL شریف + BRIGHT روشن || اصیل۔ شریف + برق چمکنا

۲۹- AMEL-ia محنت کش || عمل۔ محنت۔ کام

۳۰- AM-Y محبت کی گئی || ھام محبت کرنا۔ فریفتہ ہونا

۳۱- HANNA|ANNA مہربان یعنی شفقت کرنا

۳۲- ARCHI-BALD خالص + دلیر || اراق صاف ہونا + بال۔ دلیری

۳۳- AS-a شفا دہندہ || اسا۔ دوا دینا اور غمخواری کرنا۔ آسی۔ طبیب

۳۴- BEN-JAMIN دائیں ہاتھ کا بیٹا || ابن بیٹا + یمین۔ دایاں ہاتھ

۳۵- CALEB کتّا || کلب۔ کتّا۔

۳۶- CHOLE سبز شاخ || اخلع۔ نئے پتے نکالنا

۳۷- CHRI-sta تیل لگایا ہوا || SR=CHR صَهَر۔ پگھلی ہوئی چربی ملنا

۳۸- MESSIAH تیل لگایا ہوا || مَسح۔ تیل ملنا

۳۹- CLAUD لنگڑا || قلز۔ لنگڑانا۔ ز کا ابدال D میں ہوا۔

۴۰- CORNE-LI-US سینگ سے منسوب۔ || قرن۔ سینگ + آل۔ تحویل ہونا

۴۱- CYR-IC سرداری والا || اسرا۔ سردار ہونا

۴۲- ELE-AZER خدا + مددہے || اللہ معبود + عزر۔ مدد کرنا

۴۳- EZRA مدد || عزر۔ مدد کرنا

۴۴- EMMA تمام || عمّ۔ سب کو شامل کرنا۔ فارسی۔ ہمہ

۴۵- EMMANU-EL خدا ہمارے ساتھ || معنا + الٰہ

۴۶- EPHRA-im پھلدار || عفر۔ بارآور کرنا

۴۷- ERAS-M-US قابلِ محبت || عرس۔ محبت کرنا۔ میم حرفِ وصل ہے۔ US لاحقہ وصفی ہے۔

۴۸- ERAS-T-US قابلِ محبت || عرس۔ محبت کرنا۔ ت حرفِ وصل۔

۴۹- ERIC حاکم || اَروق۔ سردار

۵۰- FULK لوگ || فلق۔ تمام مخلوق۔ FOLK عربی لفظ ہے۔

۵۱- GEOR-GE کسان || ZR=GR زارع کسان۔ دوسری G پہلی G کا تکرار ہے۔

۵۲- HEL-en روشن || ھَلّ۔ ظاہر ہونا (چاند)

۵۳- HIL-ary خوش || ھَلّ۔ خوش ہونا۔

۵۴- THOM-as جوڑا || توأم۔ جوڑا

۵۵- RAPH-AEL شفا دیتا ہے خدا || رقہ آسودہ بنانا + الٰہ۔ خدا

۵۶- REU-BEN دیکھو + بیٹا || رأی۔ دیکھنا + ابن۔ بیٹا

۵۷- RICH-ARD حاکم + سخت || رَوق۔ سردار + عرد۔ سخت۔ مضبوط

۵۸- SOLOM-ON صلحکار || سِلم۔ صلح

۵۹- GRIFF-ITH سُرخ || قَرف۔ خالص سُرخ رنگ۔

۶۰- MAURICE سیاہ فام || سمرہ۔ سیاہی مائل بھورا رنگ۔ یہ لفظ مقلوب ہوگیا ہے۔

مندرجہ بالا تمام الفاظ اُن اصول و قواعد کے مطابق حل کئے گئے ہیں۔ جن پر ہم مفصل بحث کر چکے ہیں یہاں ہم نے صرف وہ اسمائے عَلَم دیئے ہیں جن کا ماخذ بین اور ظاہر ہے۔ اسی طرح سینکڑوں اور نام اپنے معنوں کے مطابق حل کئے جا چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عربی زبان کُل زبانوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ فتدبر

دامانِ نگہ تنگ و گُلِ حسنِ تو بسیار

موجُودہ دَور کا تقاضا

جناب چودھری عبدالواحد صاحب بی۔ اے ناظر بیت المال تحریر فرماتے ہیں:۔

"الفرقان کے تازہ شمارہ (مارچ) میں ابن عالم اور اسلام بہترین مضمون ہے۔ واقعی یہ اس قابل ہے اور موجودہ دَور اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ اردو نیز ہندی، گورمکھی اور انگریزی میں شائع کر کے خصوصاً بھارت میں تقسیم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم، صحت اور عمر میں برکت دے۔ آمین"

الفرقان مکرم چودھری صاحب نے بتایا ہے کہ وہ اس مضمون کا ہندی میں ترجمہ کر رہے ہیں نیز جناب چودھری اعجاز نصر اللہ خان صاحب بیرسٹر لاہور نے اطلاع دی ہے کہ وہ انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین ؎

نئے اور ضروری حوالہ جات

حاصلِ مُطالعہ

رسالہ الفرقان میں "حاصلِ مطالعہ" کا مستقل عنوان قائم کیا جا رہا ہے۔ اس عنوان کے ماتحت سلسلہ وار ان نئے مکمل حوالہ جات کو شائع کیا جائے گا جو مذہبی طور پر کسی پہلو سے احباب کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ حوالہ جات نہایت **یقینی** اور ثقہ ہوا کریں گے۔ اہلِ علم احباب سے پُر زور **درخواست** ہے کہ وہ جلد اپنے **حاصلِ مطالعہ** سے آگاہ فرمائیں۔ ہر حوالہ کے ساتھ شکریہ کے ساتھ بھیجنے والے کا نام بھی درج ہوگا۔ مکمل حوالہ سے مراد یہ ہے کہ حتی الامکان کتاب، مصنف، سالِ طباعت، مطبع، ایڈیشن اور صفحہ یا باب کا ذکر کیا جائے۔ (ایڈیٹر)

(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی اُمّی نہ تھا

مشہور مصری عالم الشیخ رشید رضا ایڈیٹر المنار نے اپنے استاد جناب الشیخ محمد عبدہ کے افادات سے تفسیر القرآن الحکیم موسوم بہ تفسیر المنار مرتب کی ہے۔ اس میں لکھا ہے:-

"وَلَمْ يُنْقَلْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بَعَثَ نَبِيًّا أُمِّيًّا غَيْرَ نَبِيِّنَا (ص) فَهُوَ وَصْفٌ خَاصٌّ لَا يُشَارِكُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِيهِ أَحَدٌ مِنَ النَّبِيِّينَ" (تفسیر المنار جلد ۹ ص ۲۲۴ مطبوعہ مطبعۃ المنار ۱۹۳۲ء طبع اوّل)

ترجمہ:- یہ بات کہیں درج نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی اور بھی اُمّی نبی مبعوث فرمایا ہو۔ پس اُمّی ہونا وہ خاص صفت ہے جس میں کوئی بھی دوسرا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک نہیں۔"

(مرسلہ ابو العطاء جالندھری)

(۲)

عقیدۂ وفاتِ مسیح کا نتیجہ

مشہور مصنف جناب خواجہ محمد عبادُاللہ صاحب اختر بی۔اے امرتسری نے تحریر کیا ہے:-

"اگر نصاریٰ یقین کر لیں کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں تو یہ مذہب بھی مُردہ ہے۔" (کتاب "دمشق" مطبوعہ روز بازار اسٹیم پریس امرتسر طبع اوّل ۱۹۱۱ء)

(مرسلہ ابو العطاء جالندھری)

(۳)

عیسیٰ بن مریمؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں پیدا ہونگے

جناب مولوی عبد القیوم صاحب ندوی ایک حدیث نبوی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:-

"اس کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میری اُمّت میں انصاف کرنے والے حاکم کی حیثیت میں پیدا ہوں گے۔" (کتاب خطباتِ نبوی مؤلفہ مولوی عبد القیوم صاحب ندوی مطبوعہ ... طبع اوّل ...) — (مرسلہ ... صاحب ...)

(۴)

توفّی کے معنے کی تعیین

مولوی عبدالقیوم صاحب ندوی نے حدیث نبوی کے ترجمہ میں لکھا ہے:-

"اے میرے رب یہ میرے لوگ ہیں، کہا جائیگا تم کو معلوم نہیں تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا۔ میں عرض کروں گا جیسے نیک بندے (حضرت عیسیٰؑ) نے عرض کیا تھا جب تک اے رب! میں ان میں رہا ان سے مطلع رہا اور جب اے اللہ! تو نے مجھ کو **وفات** دیدی ان پر تو ہی نگران رہا۔"

(خطبات نبوی ص۱۵۹)

(مرسلہ قریشی محمد حنیف صاحب قمر)

( )

پاکستان میں سکھ گوردوارے

سکھ لیڈر جناب ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے پاکستان سے واپس بھارت جا کر اعلان کیا کہ:-

"مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ پاکستان میں گوردواروں کی پوتر تا قائم رکھی جا رہی ہے اور پاکستان کی حکومت اس طرف خاص توجہ دے رہی ہے۔ پاکستان کی حکومت کی یہ کارروائی ایک مثالی کارروائی ہے جو قابل تعریف ہے میں اور میرے ساتھی اس سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔" (ترجمہ از گورمکھی اخبار "اکالی" جالندھر ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء)

(مرسلہ گیانی عباد اللہ صاحب)

(۶)

افریقہ کے متعلق ایک خط

مدیر نوائے وقت لاہور نے عنوان بالا سے ایک خط شائع کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ انکے **ایک خاص دوست کا خط** ہے جو اقوام متحدہ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ اس میں لکھا ہے:-

"اس بات کا کافی خدشہ ہے کہ نائیجیریا آئندہ چل کر عیسائی ملک ہو جائے حالانکہ تھوڑی سی محنت و توجہ سے لا مذہب قبائلیوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ اوّل تو مسلمان مبلغین ان کے ہمرنگ ہوں گے اور ہمدرد بھی۔ پھر وہ سامراجی مقاصد کے الزام سے پاک ہوں گے۔ مزید برآں یہاں کام کرنے کے لئے مغربی مبلغین کی نسبت کم سرمایہ کی ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں جذبہ اور تنظیم کی کمی ہے اور اپنے مستقبل سے دلچسپی بھی بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ کچھ سندھ کے وڈیروں کا سا حال ہے۔ مسلمان مبلغین کی راہ میں یہاں کے مسلمان رؤسا کا تکبر بھی حائل ہوگا جیسے سلطان سکوٹو کا۔ جن کا فلسفہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا پیاسا کنوئیں تک آئے کنواں کیوں پیاسے تک جائے وغیرہ وغیرہ۔ **اس ملک میں صرف ایک احمدی مشن تو کام کر رہا ہے اور کسی تبلیغی مشن کا حال مجھے نہیں** معلوم ہو سکا۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء)

(مرسلہ عطاء الکریم شاہد بی۔ اے)

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لیکر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس سلسلہ میں دس شرائط بیعت اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں شائع ہوئے اور بیعت کنندگان کو لدھیانہ آنے کی دعوت دیتے ہوئے اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حسب ذیل کلمات تحریر فرمائے:۔

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفۂ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔ اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرے کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر ایک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیتِ باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کے لئے دن رات کوشش کرتا رہوں۔ اور ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور بالطبع خدا تعالیٰ کے راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لئے وہ روحِ قدس طلب کروں جو ربوبیتِ تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے کامل جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اس روحِ خبیث کی تسخیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفسِ امارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے ——— سو میں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدقِ قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ ان کی زندگی کے لئے موت تک سے دریغ نہ کروں گا۔ اور ان کے لئے خدا تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ

(اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے فضائل

از جناب شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرق افریقہ

محبی و محترمی مولانا ابوالعطاء صاحب زادکم اللہ شرفاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اخبار الفضل اور رسالہ الفرقان سے یہ خبر پڑھ کر ازحد خوشی ہوئی کہ آپ رسالہ الفرقان کے دسمبر کے اشو میں حضرت استاذنا المحترم حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم و مغفور کے حالاتِ زندگی، سیرۃ اور آپ کی جلیل القدر خدماتِ اسلام پر مقالات و مضامین شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رسالہ الفرقان کے مضامین کچھ عرصہ سے میں نے بڑی توجہ سے پڑھنے شروع کئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا کے فضل سے رسالہ کا علمی معیار خاصا بلند ہے۔ اور نہایت ہی مفید اور ضروری مضامین آپ نے لکھ کر شائع کر کے خدمتِ اسلام کا بڑا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اور لیکن حضرت استاذنا المحترم حافظ صاحبؓ کے حالات کے متعلق مضامین کی اشاعت کا جو آپ نے فیصلہ کیا ہے۔ یہ بہت ہی ضروری اور مبارک فیصلہ ہے۔ حضرت حافظ صاحبؓ جیسے جلیل القدر خادم احمدیت اور مجاہدِ اسلام کی عظیم الشان خدمات اسلام کا تذکرہ جہاں موجب ثواب اور برکت ہے وہاں قوم کے نوجوانوں اور نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لئے شمعِ ہدایت ہے۔ بالخصوص نوجوان مبلغین اور معلمین کے لئے اس بطلِ عظیم کی سیرت اور کردار قیمتی اسوہ ہے۔ الفرقان کا حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر شائع کرنا آپ کی خدمات کو چار چاند لگا دیگا۔ بلکہ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوریؓ، حضرت قاضی امیر حسین صاحبؓ، حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحبؓ حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ و دیگر بزرگ اساتذہ کے متعلق بھی وقفہ وقفہ کے بعد خاص نمبر شائع کریں تا ان بزرگ ہستیوں کی قیمتی زندگیوں کے قیمتی کردار کسی حد تک نئی نسل اور جماعت کے نوجوان طبقہ کے سامنے آجائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس خدمت جلیلہ کی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم و مغفور سے استفادہ کرنے والی آخری کلاس جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہماری کلاس تھی۔ مدرسہ احمدیہ سے جب جامعہ احمدیہ الگ کر دیا گیا تو جامعہ احمدیہ میں مولوی فاضل کی کلاسز اور مبلغین کی کلاسز شامل کی گئیں۔ جامعہ احمدیہ اس عمارت میں منتقل کر دیا گیا جو مسجد نور قادیان کے عقب اور باغ کے قرب میں واقع ہے۔ حضرت استاذنا المحترم حافظ صاحبؓ سے مسجد اقصےٰ میں رمضان کے ایام میں درسِ قرآن کریم تو سالہا سال سُنا اور درس ختم ہونے پر حضرت حافظ صاحبؓ کے کندھوں کو اور جسم کو دبانے کا موقع بھی ملا لیکن بہت قریب کا تعلق اُس وقت پیدا ہوا جب حضرت حافظ صاحبؓ جامعہ میں کلاس میں آکر پڑھانے لگے۔ مسائل کی وضاحت سے ایک عجیب شگفتگی پیدا ہو جاتی اور دوران سبق میں کبھی بھی ایسا نہ ہوتا بلکہ کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہ ہوا کہ کوئی طالب علم اُکتا گیا ہو۔

طریق تعلیم ایسا تھا اور آپ مسائل کی ایسے طریق سے وضاحت فرماتے کہ جس سے طالب علم جو کسی بھی رہتا،

متاثر بھی ہوتا اور علمی فائدہ بھی اُٹھاتا۔ نہایت ہی پاکیزہ مزاح بھی جاری رہتا جس سے کلاس میں بشاشت قائم رہتی۔ وقفہ کے دوران میں آپ طالب علموں کے ساتھ باغ اور باغ سے پرے فیلڈ میں چلے جاتے اور پھر طالب علموں کی کھیلوں میں دلچسپی لیتے۔ آتے جاتے عمدہ علمی، روحانی گفتگو سے محظوظ کرتے اور اس طرح طالب علموں کی ذہنی جلا ہوتی رہتی۔

رخصت کے دنوں میں جب سکولوں اور جامعہ ملکہ شہر قادیان کے لوگوں کی نہر پر ٹرپ ہوتی تو حضرت حافظ صاحب رضی اللہ عنہ بھی طالب علموں کے ساتھ تشریف لے جاتے۔ طالب علموں کے ساتھ نہر میں نہاتے اور نہر میں کھیلتے ہوئے جب آپ کے پاس گیند آ جاتا تو آپ سے چھیننا مشکل ہو جاتا۔ طالب علم آپ کے اردگرد، اوپر نیچے چھیننے کی کوشش کرتے۔ آپ گیند کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھتے اور مسکراتے ہوئے طالب علموں کے اشتیاق کو بھی بڑھاتے کہ زور لگا کر چھین لیں۔ یہ بڑی پُرلطف کھیل ہوتی۔ استاد اور شاگرد بے تکلفی سے اس کھیل میں حصہ لیتے۔ اور کھیل کے مقابلہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور خوش وخرم نہر سے نکل کر کھانا کھانے کے لئے آتے اور ساتھ بیٹھ کر محبت وپیار سے اچھے اچھے واقعات، تجربات، اور مشاہدات بیان کر کے مجلس کو لطف اندوز کر دیتے۔

حضرت حافظ صاحبؓ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بڑی تسلی ہوتی۔ آپ کو اپنے ساتھی مسافروں کا خاص خیال ہوتا۔ راستہ میں کھانے اور دیگر ضروریات کا انتظام آپ کی خاص توجہ سے لیتا۔ آپ کو اس بات کا خاص خیال رہتا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کی بلند شخصیت کی وجہ سے کسی جگہ کی جماعت کے دوست آپ کے لئے تو انتظام کر دیں لیکن آپ کے ساتھ جانے والے طالب علم یا دیگر مبلغین محروم رہیں۔ آپ کے لئے یہ بات برداشت سے باہر تھی۔ ٹرین میں بھی بیٹھے ہوئے سلسلہ گفتگو جاری رہتا اور ضروری امور کی طرف سے آپ غافل نہ ہوتے۔ مجھے ایک دفعہ بھی یاد نہیں کہ کسی طالب علم نے آپ کے ساتھ سفر کیا ہے یا کسی مبلغ نے اور وہ اس معیت سے خاص طور پر خوش نہ ہوا ہو۔

سفر سے واپس قادیان آتے ہوئے اپنے ساتھی عزیزوں، طالب علموں یا مبلغوں کے لئے پھل وغیرہ لے دیتے۔ تا وہ جب گھر جائیں تو خالی ہاتھ نہ جائیں۔ بلکہ اس بات کا بھی آپ کو خیال رہتا کہ اگر کسی جگہ کوئی خاص چیز بنتی ہے اور وہاں کی وہ خاص سوغات ہے اور روانگی کے وقت کسی نے ان سے یہ خواہش کی کہ یہ چیز ہمارے لئے لیتے آئیں تو آپ خوب یاد رکھتے، اور انہیں واپسی پر وہ چیز بطور تحفہ پیش کر دیتے۔

مَیں ابھی مدرسہ احمدیہ میں پڑھتا تھا۔ ہم قادیان کے مہمان خانہ کے اُوپر والے مکان پر رہتے تھے۔ حضرت حافظ صاحبؓ مرحوم ومغفور اپنے چند متعلقین طلباء کے ساتھ ہندوستان کے کسی شہر میں جا رہے تھے۔ میری والدہ صاحبہ نے مجھ سے کہا کہ وہاں گلاس بڑی اچھی قسم کے بنتے ہیں حضرت حافظ صاحب سے کہدیں۔ مَیں نے بھی بے تکلفی سے جا کر آپ سے کہہ دیا۔ جلسوں کی گہما گہمی، دیگر مصروفیات جماعتی اشغال کے باوجود آپ نے اس درخواست کو خوب یاد رکھا اور جب واپس تشریف لائے تو اس شہر سے جہاں یہ برتن بنتے تھے آپ بہت خوبصورت گلاس لائے جو بہت مدت تک ہمارے گھر میں استعمال ہوتا رہا۔

حضرت حافظ صاحبؓ سوائے بیماری یا سفر یا اشد مجبوری کے کلاس میں آکر پڑھانے میں نہایت باقاعدہ ہوا کرتے تھے۔ اور ہمارے ان استادوں میں سے تھے جو عین وقت پر کلاس میں تشریف لاتے اور اپنے وقت میں سبق کو عمدگی سے پڑھا جاتے۔ بعد از اوقات جامعہ

علاوہ دیگر مساعی کے جو آپ جماعت کی بہتری کے لئے انجام دیتے تعلیم و تدریس کا سلسلہ گھر پر بھی جاری رکھتے۔ اور تقریباً اس زمانہ کے سارے اساتذہ کا ہی یہ حال تھا۔

علاوہ تعلیم و تدریس کے آپ دلی محبت و شفقت کے جذبہ سے طالب علموں کی دیگر ضروریات کے پورا کرنے کا بھی خیال رکھتے اور اس کے لئے فکرمند ہوتے۔ طالب علم آپ کو صرف مخلص و شفیق استاد ہی نہ خیال کرتے بلکہ اپنے درد و غم کا مداوا، اپنی مشکلات و مصائب میں دلی ہمدرد و غمخوار اور بہترین محسن و مربّی بھی سمجھتے۔ اس رشتہ وداد و الفت کی وجہ سے استاذ محترم محض معلّم ہی نہیں بلکہ نہایت ہی مہربان اور شفیق باپ کی حیثیت لئے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب میں اعلیٰ مدارج عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کی آخری وصیت پر کہ "میرے شاگرد تبلیغ کے فریضہ کو ادا کرتے رہیں" عمل کرنے کی خاص توفیق دے کر ان کی روح کی شادمانی کا سامان مہیا فرماتا رہے۔ آمین ؏

رباعی

جناب ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر ہومیو

توحید

جب بحرِ مصائب میں نہ ہو کوئی سہارا
ٹوٹی ہوئی نیّا ہو بہت دور کنارا
تب فطرتِ انساں کے تقاضے کے مطابق
جس نے بھی پکارا ہے فقط تجھ کو پکارا

لطفِ خدا

(جناب مبشّر احمد صاحب راجیکی)

ما بندۂ عشقیم شفا را نشناسیم
پروردۂ دردیم دوا را نشناسیم

اصحابِ سلوکیم سکوں نپسندیم
اربابِ خلوصیم ریا را نشناسیم

ما بادِ بہاریم خزاں را نفروشیم
ما آبِ حیاتیم قضا را نشناسیم

در نغمہ گری لرزشِ لب را نشماریم
در بادہ کشی لغزشِ پا را نشناسیم

ما صدقِ خلیلیم صنم را نپرستیم
ما عجزِ کلیمیم انا را نشناسیم

از بہرِ جہاں دعوتِ عام است مبشّر
صد حیف کہ ما لطفِ خدا را نشناسیم

نوادرات

(جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔اے)

اس دہر میں یوں ہونے کو کیا ہو نہیں سکتا
انسان مگر کچھ ہو خُدا ہو نہیں سکتا

مُطرب! ابر تیرے گیت کی لَے خوب ہے لیکن
یہ گیت میرے دل کی صدا ہو نہیں سکتا

وہ نُور جو بخشا ہے مسیحائے زماں نے
وہ نُور زمانے سے فنا ہو نہیں سکتا

چاہے جو نہ خود دل سے بھلا آپ کسی کا
دُنیا میں کبھی اس کا بھلا ہو نہیں سکتا

مل جائیں گے کُل اہلِ حرم بیتِ حرم میں
ناخُن سے کبھی گوشت جُدا ہو نہیں سکتا

سُوْرَةُ آلِ عِمْرَان ع ۶

البَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

اس وقت کو یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ! یقیناً میں ہی تجھے طبعی موت سے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں کے الزامات سے پاک ٹھہرانے والا ہوں جو کافر ہوئے اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی

إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ج ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

ہے قیامت کے دن تک ان لوگوں پر فوقیت دوں گا جنہوں نے تیرا انکار کر دیا ہے۔ پھر تم سب کو میری طرف لوٹنا ہوگا اور میں تمہارے درمیان ان امور کا

تفسیر:-

(۱) اِس رکوع کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی صداقت بطور نبی اور رسول بیان فرمائی ہے۔ ان کے ابن اللہ قرار دیئے جانے کے عقیدہ کا ابطال فرمایا ہے اور ان کی بے باپ ولادت کے جواب میں حضرت آدمؑ کی ولادت کا ذکر فرمایا ہے جو مسیحؑ سے بھی عجیب تر ہے یعنی ان کا بغیر باپ اور بغیر ماں کے محض قدرت سے پیدا ہو جانا۔ اِس بارے میں جو لوگ بے جا ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہیں انہیں دعوتِ مباہلہ دینے کی ہدایت کی گئی ہے اور مباہلہ کی صورت بیان فرمائی گئی ہے۔

(۲) اِس رکوع سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کفار نے حضرت مسیحؑ کے قتل کے بارے میں بڑے مکر سے کام لیا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے چار وعدے فرمائے۔ اوّل یہ کہ دشمن تیرے قتل پر قادر نہ ہو سکیں گے بلکہ تیری وفات طبعی وفات ہوگی۔ دوم تیرے دشمنوں کی غرض اس قتل سے یہ ہے کہ وہ تجھے لعنتی اور جھوٹا ثابت کریں۔ وہ اس میں بھی ناکام رہیں گے۔ میں تجھے رفع دوں گا اور تیری خاص عزت قائم کروں گا۔ سوم دشمن الزام لگا کر تجھے بدنام کرنا چاہتے ہیں میں تجھے اپنے فعل اور قول سے ان تمام الزاموں سے پاک ٹھہراؤں گا۔ چہارم دشمن چاہتے ہیں کہ تیرا سلسلہ نیست و نابود ہو جائے مگر میں ہمیشہ کے لئے تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر غلبہ بخشوں گا ——— یہ چاروں وعدے پورے ہو چکے ہیں۔ ان سے حضرت مسیحؑ کی صداقت ثابت ہے اور ان کا منجانب اللہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔

(۳) آیت إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ کے معنے [illegible] حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے

فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

فیصلہ کردوں گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس جو کافر ہوئے

فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ز وَمَا لَهُمْ

انہیں میں دنیا و آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور ان کے

مِّنْ نَّاصِرِينَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

کوئی مددگار نہ ہوں گے۔ ہاں جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے ایمان کے مناسب حال نیک کام کئے

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ ذَٰلِكَ

ان کو اللہ تعالیٰ ان کا اجر و ثواب پورا دے گا۔ اللہ تعالیٰ ظالموں سے پیار نہیں کرتا۔ یہ جو

متوفیك: ممیتك (جلد ۳ ص۲۳ مطبوعہ مصر) کہ میں تجھے موت دینے والا ہوں گویا توفی کے معنے موت ہیں (ب) حضرت امام ابن حزم نے اس آیت کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں توفی سے مراد موت ہے اور اس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: "ان عیسی علیہ السلام لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاہ اللہ عزوجل ثم رفعہ الیہ .... ولم یرد عیسی علیہ السلام بقولہ (فلما توفیتنی) وفاۃ النوم فصح انہ انما عنی وفاۃ الموت" (المحلی لابن حزم جلد ۱ ص۲۳ مطبوعہ مصر)۔ (ج) مفتی الدیار المصریہ الشیخ محمد عبدہ نے فرمایا ہے۔ فالمتبادر فی الآیۃ انی ممیتك وجاعلك بعد الموت فی مکان رفیع عندی کما قال فی ادریس علیہ السلام (ورفعناہ مکاناً علیاً)" کہ اس آیت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ میں تجھے مارنے والا ہوں اور پھر موت کے بعد تجھے اپنے پاس بلند مقام میں رکھنے والا ہوں جیسا کہ حضرت ادریس کے متعلق فرمایا کہ ہم نے اس کا رفع بلند مقام پر کیا۔" (تفسیر المنار مطبوعہ مصر جلد ۳ ص۳۱۶)۔ (د) الشیخ المراغی مرحوم جو شیخ الازہر تھے فرماتے ہیں "وقول اللہ سبحانہ اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی ومطھرك من الذین کفروا۔ الظاھر منہ انہ توفاہ وامانہ ثم رفعہ[*] فی ادریس علیہ السلام ورفعناہ مکاناً علیاً۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قول انی متوفیك ورافعك الی سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت مسیح کی توفی کی اور ان کو موت دی اور پھر ان کا رفع فرمایا۔ عیاں ہے کہ وفات کے بعد رفع سے مراد اللہ کے ہاں درجات کی بلندی ہی ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت ادریس کے بارے میں رفعناہ مکاناً علیاً میں مراد ہے۔" (کتاب الفتاوی مطبوعہ مصر ص۵۲)۔ (ہ) موجودہ شیخ الازہر الاستاذ محمود شلتوت "معنی المتوفی" کے زیر عنوان لکھتے ہیں: "وکلمۃ توفی قد وردت فی القرآن کثیراً بمعنی الموت حتی صار هذا المعنی هو الغالب علیها المتبادر منها ولم تستعمل فی غیر هذا المعنی الا وبجانبها ما یصرفها عن هذا المعنی المتبادر: قل یتوفاکم ملك الموت الذی وکل بکم (سورۃ السجدۃ ۱۱) ان

[*] والظاهر ان الرفع بعد الوفاة انه رفع درجات عند الله كما قال

نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّ

ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں اور عزت و شرف والا محکم کلام ہے۔ تحقیق

مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

مسیح کی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی حالت کے مشابہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور اسے

قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ

کہا کہ ہماری مرضی کے مطابق ہو جا سو وہ ہو گیا۔ (اے مخاطب!) یہ تیرے رب کی طرف سے قائم رہنے والا کلام ہے پس تو شک کرنے والوں

الْمُمْتَرِيْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ

میں سے مت بن۔ اس حق کے بارے میں تیرے پاس علم و روشنی آجانے کے بعد بھی جو شخص تجھ سے جھگڑا کرتا ہے

الذین توفاهم الملائكة ظالمی انفسهم (سورة النساء ع۹۷) ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائكة (سورة الانفال ع۵) توفته رسلنا. ومنكم من يتوفى. حتى يتوفاهن الموت. توفني مسلماً و الحقني بالصالحين: ومن حق كلمة توفيتني فى الآية ان تحمل هٰذا المعنى المتبادر و هو الاماتة العادية التى يعرفها الناس و يدركها من اللفظ والسياق الناطقون بالضاد۔"
(کتاب الفتاوی مصنفہ شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت مطبوعہ مصر دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۵۲-۵۴)

ترجمہ: لفظ توفی قرآن مجید میں اس کثرت سے موت کے معنوں میں وارد ہوا ہے کہ اب اس لفظ کے یہی معنے غالب اور متبادر قرار پا گئے ہیں۔ اور لفظ توفی موت کے علاوہ کسی اور معنی میں صرف اسی وقت مستعمل ہوتا ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ ہو جو اسے ان متبادر معنوں سے پھیر دے۔ آیات قل یتوفاکم ملک الموت[۱] ان الذین توفاهم الملائكة[۲]، ولو ترى اذ يتوفى الذين كفروا الملائكة[۳] توفته رسلنا[۴] ومنكم من يتوفى[۵] حتى يتوفاهن الموت[۶] توفني مسلماً و الحقني بالصالحين[۷] بطور مثال پیش ہیں۔ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم میں لفظ توفیتنی کا حق ہے کہ اس میں متبادر معنی ہی مراد ہوں یعنی وہ عام موت جسے سب لوگ جانتے ہیں اور جو لفظ توفی سے اور اس کے سیاق سے سب اہل عرب کے نزدیک معروف ہے۔"

ان قدیم و جدید حوالہ جات سے واضح ہے کہ آیت اِنِّی متوفیک میں توفی بمعنی موت ہی ہے اور اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ وھو المراد۔

(۴) بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ چونکہ عربی زبان میں واؤ مطلق جمع کے لئے آتی ہے اسلئے اس میں کیا حرج ہے کہ رافعک الیّ کو متوفیک پر مقدم کر دیا جائے۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے الشیخ رشید رضا لکھتے ہیں:-

مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا

اُسے کہدے کہ آؤ ہم بھی اپنے بیٹوں، بیویوں اور دیگر افرادِ جماعت کو بلا لیتے ہیں تم بھی اپنے

وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ

بیٹوں، بیویوں اور دیگر افراد کو بلا لو۔ پھر ہم سب عاجزی سے دُعا (دعاءِ مباہلہ) کرکے جھوٹوں پر اللہ تعالےٰ

لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ

کی لعنت ڈالیں۔ یقیناً (فیصلہ کے لئے) یہ صحیح صحیح بیان ہے

الْحَقُّ ج وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی غالب

الْحَكِيْمُ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ ع ۱۴

حکمت والا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ (اس مقابلہ سے) مُنہ پھیر لیں تو یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ فساد پیدا کرنے والوں کو خوب جاننے والا ہے۔

"اقول وفاتهم ان مخالفة الترتيب فی الذکر للترتيب فی الوجود لا يأتی فی الکلام البليغ الا لنکتة ولا نکتة هنا لتقديم التوفی علی الرفع اذ الرفع هو الاهم لما فيه من البشارة بالنجاة ورفعة المکانة۔" کہ میرے نزدیک ان لوگوں کو یہ بات بھول گئی کہ بلیغ کلام میں بیان کرتے وقت واقعاتی ترتیب کو صرف اسی وقت بدلا جاتا ہے جب کوئی خاص نکتہ پیدا ہوتا ہو۔ مگر یہاں پر تو توفی کو رفع سے پہلے ذکر کرنے میں کوئی نکتہ نہیں ہے۔ بمقابلہ توفی کے رفع یوں بھی اہم ہے کیونکہ اس میں مخلصی کی بشارت اور بلندیٔ درجات کی خوشخبری ہے۔

(۵) آیت اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی میں اس بات کا جواب ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ ولادت ان کی الوہیت کی دلیل ہے۔ فرمایا کہ ہم قادرِ مطلق ہیں ہم اپنی حکمت سے جسے چاہیں بن باپ اور بن ماں کے پیدا کر سکتے ہیں اور جسے چاہیں بن باپ پیدا کر دیں۔ یہ ہماری قدرت کی دلیل ہو گی نہ کہ پیدا ہونے والے کی الوہیت کی۔

(۶) یہ آیت مباہلہ میں اتمامِ حجت کے بعد معاندین کو دعوتِ مباہلہ دی گئی ہے مگر جماعتی رنگ میں۔ نجران کے نصاریٰ سے گفتگو کے موقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری تیاری سے انہیں مباہلہ کی طرف بلایا مگر وہ گریز کر گئے۔

(۷) مباہلہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جھوٹے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔ لعنت سے مراد خدا سے دُوری ہے جو اس دنیا میں مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ عذاب بھی اس میں شامل ہے۔

واقعہ صلیب کے بعد حضرت مریمؑ کا مشرق میں ورود

قرآنی بیان کی تائید میں تاریخی دستاویزات

(از قلم جناب شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری فاضل عیسائیت)

"مذہبی اور غیر مذہبی لٹریچر میں شاید کوئی ایسی شخصیت نہ ہوگی جس کے اردگرد روایات کا اتنا تانا بانا بُنا گیا ہو۔ اور جس کے سوانح کا مستند حصّہ اتنا مختصر ہو جتنا مقدس مریم کا ہے"

ولیم سمتھ کی مشہور بائیبل ڈکشنری میں "مریم" پر جو مقالہ ہے یہ اس کے الفاظ ہیں۔ اس سے ایک مورخ کی مشکلات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایم۔ آر جیمس نے نئے عہد نامہ کے اپاکرفا[1] میں حضرت مریم کے متعلق روایات کو یکجا کر دیا ہے۔ ان کو ایک نظر دیکھا جائے۔ پیدائش سے لے کر وفات تک روایات کے دھندلکوں میں حضرت مریم کی شخصیت کھوئی ہوئی نظر آتی ہے۔ وفات کے بعد ان کو بجسد عنصری آسمان پر پہنچا دیا گیا۔ اور اس پر یہ سلسلۂ روایات ختم ہوتا ہے۔ اناجیل اربعہ اور اعمال الرسل میں حضرت مریم کا ذکر بہت کم ملتا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے آبائے کلیسیا نے حضرت مریم کا ذکر دو ایک جگہ کیا ہے وہ بھی مروجہ روایات سے اتنے متاثر ہیں کہ سچی بات زبان پر لانا ان کے لئے سخت مشکل ہے۔

ان حالات میں اس برگزیدہ خاتون کے متعلق قرآن مجید کے بیانات ہمارے لئے مشعلِ راہ اور روایات کے متلاطم سمندر میں مینارِ روشنی ہیں۔ قرآن حکیم نے حضرت مریم کی زندگی کے جو حالات بیان کئے ہیں۔ وہ تاریخی سرمایہ اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ امر واقعہ قرآن حکیم میں آپ کو ملے گا اور روایات کے دھندلکے عیسائی روایات پر مشتمل کتاب مریم میں یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ امام جماعت احمدیہ نے تفسیر کبیر میں سورۂ مریم کی جو تفسیر پیش کی ہے وہ اس ادعا کی صداقت پر زندہ شہادت ہے۔

عقیدۂ مریم کا ارتقاء

واقعہ صلیب کے بعد حضرت مریم کہاں گئیں؟

قرونِ اولیٰ کی عیسائی تاریخ میں یہ امر ایک سربستہ راز ہے۔

ابتدائی عیسائی مکاشفات یوحنا عارف سے یہ استدلال کرتے تھے کہ یہودیوں کی مخالفت اور معاندت کے باعث حضرت مریم فلسطین سے ایک ایسی جگہ ہجرت کر گئیں جہاں ان کے لئے جائے قرار و امن تھا۔

یہود کی معاندت کے باعث چونکہ آپ کی ہجرت پر اخفاء اور رازداری کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس لئے جوں جوں وقت گزرتا گیا اس پردہ کی تہیں دبیز ہوتی گئیں

---

[1] The Apocryphal New Tastament by M.R. James

اور حضرت مریم کے انجام کے متعلق کاروانِ عقیدت بڑھتا اور نئی نئی روایات کو اپنے ساتھ شامل کرتا چلا گیا۔ شروع میں یہ کہا جاتا تھا کہ جب یوحنا حواری ایشیا گئے تو حضرت مریم بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

اس کے بعد روایت آگے بڑھی اور یہ کہا جانے لگا کہ یوحنا حواری ایشیائے کوچک میں افسس کے مقام پر کلیسیا کے سردار تھے۔ حضرت مریم وہیں پہنچ کر لمبی عمر پاکر فوت ہوئیں اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا[1]۔

ایشیائے کوچک کی تاریخ کلیسیا میں چونکہ حضرت مریم کی آمد اور وفات کا کوئی مستند بیان موجود نہ تھا اور نہ ان کی قبر کا نام و نشان ملتا تھا اسلئے یہ عقیدہ پروان چڑھا کہ وہ یروشلم کے قرب و جوار میں ہی وفات پا گئیں۔ اور یوحنا نے اپنے ہاتھوں سے اس مادرِ مہربان کو وادی قدرون میں دفن کیا[2]۔

اس قبر کا بھی جب نام و نشان نہ ملا تو یہ کہہ دیا گیا۔ کہ یہودیوں نے آپ کی قبر کو کھولا تھا لیکن آپ کا جسمِ مبارک غائب تھا۔

کاروانِ عقیدت یہاں پر رکا نہیں بلکہ آگے بڑھا اور آخر میں یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ حضرت مریم یروشلم میں ہی فوت ہو گئی تھیں۔ حواری مختلف ممالک سے بادلوں پر بیٹھ کر ان کی تجہیز و تکفین کے لئے حاضر ہوئے۔ قبر میں اتارے جانے کے بعد حضرت مسیح آسمان سے نازل ہوئے اور ان کو اپنے ہمراہ آسمان پر لے گئے۔

صعودِ مریم کا یہ عقیدہ چھٹی یا ساتویں صدی کی روایات کا نتیجہ ہے۔

پاپائے روما نے ۱۹۵۰ء میں ایک فرمان کے ذریعہ صعودِ مریم کے عقیدہ کو باقاعدہ طور پر کیتھولک عقائد کی فہرست میں شامل کر لیا۔ اور اس طرح انیس سو سال کی بحث کا انہوں نے اپنی دانست میں خاتمہ کر دیا۔

حضرت مریم نے طبعی طور پر وفات پائی، آپ شہید ہوئیں یا آپ زندۂ جاوید ہیں یہ امر بھی قرونِ اولیٰ میں مختلف فیہ ہے۔ چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں یروشلم کے ایک کاہن تموتھی نے یہ کہا کہ مریم زندۂ جاوید ہیں۔ بعض نے کہا کہ وہ طبعی وفات سے فوت ہوئیں۔ اور کچھ لوگ ایسے تھے جو سمجھتے تھے کہ وہ شہید ہو گئی ہیں۔ ساتویں صدی کے شروع میں قرآن مجید نے اعلان کیا کہ حضرت مریم اور ان کے بیٹے کو مصیبتِ عظمیٰ سے نجات دے کر ایک ایسی بلند و بالا جگہ پر پناہ دی گئی جہاں ان کے لئے جائے ۲۳:۵۱ و قرار تھا۔ وہ مقام سرسبز و شاداب یا چشموں والا ہے۔ اس اعلان نے ابتدائی عیسائیوں کے اس خیال کی تصدیق کر دی کہ حضرت مریم کو ابلیس کی کارروائیوں سے نجات دے کر ایک ایسی جگہ پناہ دی گئی جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کی تھی۔ جہاں پہنچ کر وہ دشمنوں کے مکائد سے محفوظ ہو گئیں۔

اب ذیل میں حضرت مریم کے متعلق بالترتیب وہ تاریخی حوالے درج کئے جاتے ہیں جن سے انکی ہجرت اور ان کے انجام پر روشنی پڑتی ہے۔

انجیل کی گواہی

۱۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نامسعود نے صلیب پر

[1] سمتھ بائبل ڈکشنری زیر لفظ Mary و ہیسٹنگ ڈکشنری آف کرائسٹ۔

[2] بائبل ڈکشنری از بیان۔ ڈی۔ ڈیوس میں لکھا ہے کہ انجیل میں حضرت مریم کے آخری ذکر (اعمال ۱/۱۴) کے بعد ہم نہیں جانتے کہ وہ کب اور کیسے فوت ہوئیں۔ قبر مریم کو قدرون کی وادی میں بتائی جاتی ہے لیکن ہمارے لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس کو درست مانا جا سکے۔ (زیر لفظ Mary)

چڑھایا تو اس موقعہ پر انجیل یوحنا میں لکھا ہے :۔
" یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے محبت رکھتا تھا (یعنی یوحنا کو) پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا کہ اے خاتون دیکھ تیرا یہ بیٹا ہے۔ پھر شاگرد سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے۔ اور اسی وقت وہ شاگرد اسے اپنے گھر لے گیا۔"
(یوحنا $\frac{19}{26-27}$)

۲۔ واقعہ صلیب کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد اعمال الرسل میں حضرت مریم کا یہ الفاظ ذکر ہے :۔
" یہ سب کے سب (حواری) چند عورتوں اور یسوع کی ماں مریم اور اس کے بھائیوں کے ساتھ ایک دل ہو کر دعا میں مشغول رہے۔" (اعمال $\frac{1}{14}$)

انجیل میں حضرت مریم کا یہ آخری ذکر ہے۔
امریکن انسائیکلو پیڈیا میں اس حوالہ کے درج کرنے کے بعد لکھا ہے :۔
" اس کے بعد ہمارے پاس کوئی یقینی خبر نہیں کہ حضرت مریم کہاں گئیں اور نہ ہمیں یہ علم ہے کہ کب اور کس جگہ انہوں نے وفات پائی۔" (زیر لفظ Mary)

۳۔ حضرت مریم کے انجام کے متعلق بھی انجیل میں ایک حوالہ موجود ہے۔ جس میں گو آپ کا براہ راست ذکر نہیں لیکن قرون اولیٰ میں تسلیم کیا جاتا تھا کہ اس کے بین السطور میں حضرت مریم کے انجام کے متعلق اشارہ ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں ابتدائی عیسائی یوحنا عارف کے ایک کشف سے یہ استدلال کرتے تھے کہ حضرت مریم فلسطین کو چھوڑ گئیں اور کسی ایسی جگہ چلی گئیں جو کہ انکے لئے تیار کی گئی تھی۔ حضرت مریم چونکہ یوحنا حواری کی کفالت میں تھیں وہ بخوبی جانتے تھے کہ وہ کہاں ہیں۔ چنانچہ پہلی صدی عیسوی کے آخر میں یوحنا حواری اپنا کشف بایں الفاظ بیان کرتے ہیں :۔

" پھر آسمان پر ایک بڑا نشان دکھائی دیا۔ یعنی ایک عورت نظر آئی جو آفتاب کو اوڑھے ہوئے تھی۔ اور چاند اس کے پاؤں کے نیچے تھا اور بارہ ستاروں کا تاج اس کے سر پر۔ وہ حاملہ تھی اور دردِ زہ میں چلاتی تھی اور بچہ جننے کی تکلیف میں تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا یعنی ایک بڑا لال اژدہا نظر آیا۔ . . .
. . . . وہ اژدہا اس عورت کے آگے جا کھڑا ہوا جو جننے کو تھی تاکہ جب وہ جنے تو اس کے بچے کو نگل جائے۔ اور وہ بیٹا جنی یعنی وہ لڑکا جو لوہے کے عصا سے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور اس کا بچہ یکایک خدا اور اس کے تخت کے پاس تک پہنچا دیا گیا۔ اور وہ عورت اس بیابان کو بھاگ گئی جہاں خدا کی طرف سے اسکے لئے ایک جگہ تیار کی گئی تھی۔ تاکہ وہاں ایک ہزار دو سو ساٹھ دن تک اس کی پرورش کی جائے۔"

اسی کشف میں آگے چل کر لکھا ہے :۔
" اور جب اژدہا نے دیکھا کہ میں زمین پر گرا دیا گیا ہوں۔ تو اس عورت کو ستایا جو بیٹا جنی تھی۔ اور اس عورت کو بڑے عقاب کے دو پر دیئے گئے تاکہ سانپ کے سامنے سے اڑ کر بیابان میں اپنی اس جگہ پہنچ جائے جہاں ایک زمانہ اور زمانوں

اور آدھے زمانہ تک اس کی پرورش
کی جائے گی۔" (مکاشفات ۱۲ باب)

ابتدائی عیسائیوں کے نزدیک، گو یہ کشف کلیسا، اس کے مصائب اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے مضمون پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کے پس منظر میں حضرت مریم کی طرف بھی اشارہ ہے۔ یہ ذو معنی کشف مریم اور کلیسا دونوں پر چسپاں ہوتا ہے کیونکہ مریم اور کلیسا میں معنوی مناسبت ہے۔

کیتھولک انجیل کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ اس کشف میں عورت سے مراد

"مقدس مریم ہے جو یسوع کو جنی۔۔
۔۔۔۔ اور پھر اس عورت سے مراد
کلیسا ہے جو اپنے فرزندوں کو دکھوں
اور مصیبتوں میں جنم دیتی ہے۔"

ہنری دانیال روپ اپنی کتاب "دی بک آف میری" (The Book of Mary) اِن مریم کے متعلق کتاب مقدس کے حوالوں میں اس کشف کو بھی شامل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں :-

"اس میں کوئی شک نہیں کہ براہِ راست
یہ کشف کلیسا پر منطبق ہوتا ہے لیکن ابتداء
ہی سے اس کشف کے دو بطن سمجھے گئے۔
اور علامتی طور پر عورت سے حضرت مریم
بھی مراد لی گئیں۔ چنانچہ مقدس آگسٹین
اور مقدس ایپی فینیس نے مریم اور
کلیسا میں مافوق القدرت روحانی مماثلت
کا اعلان کیا اس لئے یہ کشف مریم کے
بارہ میں لٹریچر کا ایک حصہ سمجھا گیا۔"
(صـ۱۴۳)

پھر لکھتے ہیں کہ دوسری صدی عیسوی سے یہ خیال تھا ہے کہ مریم اور کلیسا میں معنوی مناسبت ہے۔ (صـ۸۹)

مقدس ایپی فینیس جو چوتھی صدی عیسوی میں حضرت مریم کے متعلق دو مختلف نظریات کا ذکر کرتے ہیں بعض لوگ کہتے تھے کہ وہ شہید ہو گئیں۔ اس کے برعکس دوسرے یہ سمجھتے تھے کہ یوحنا عارف کے کشف میں ہجرت کرنے والی جس عورت کا ذکر ہے جو کہ ابلیس کے حملہ سے بچا لی گئی اس سے مراد حضرت مریم ہیں۔ اس کشف سے ظاہر ہے کہ مریم اور ابن مریم کو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے حملہ سے بچا کر اپنی پناہ میں لے لیا۔

آبائے کلیسا کی تحریرات

نئے عہد نامہ میں حضرت مریم کے ذکر کے بعد آبائے کلیسا کے بعض حوالے درج ذیل ہیں۔

چوتھی صدی عیسوی تک حضرت مریم کے انجام کے متعلق بعض کلیسائی بزرگوں کو حقیقتِ حال کا علم تھا لیکن وہ کھل کر کوئی بات کرنے کو تیار نہ تھے مقدس ایپی فینیس (Epiphanius) جن کا زمانہ ۳۱۵ تا ۴۰۲ عیسوی ہے اِس سوال کے جواب میں کہ حضرت مریم زندہ جاوید ہیں یا یوحنا حواری کے ہمراہ ایشیا میں ہجرت کر گئیں لکھتے ہیں :-

"اگر کسی کو یہ احساس ہو کہ ہم غلطی پر
ہیں تو وہ اپنے طور پر مقدس صحیفوں میں
تلاش و تحقیق کر لیں۔ ان صحیفوں میں انہیں
نہ تو مریم کی وفات کا تذکرہ ملے گا اور
نہ اس امر کا ذکر ملے گا کہ آیا مریم وفات
پا گئیں یا نہیں۔ اور مریم کی تدفین کا تذکرہ
بھی وہ نہیں پائیں گے۔ یہ امر بھی اناجیل
میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ جب یوحنا نے ایشیا
کی طرف کوچ کیا تو مریم ان کے ہمراہ تھیں۔

مقدس صحیفے اس باب میں بالکل خاموش ہیں تاکہ عوام کے ذہن پریشان نہ ہوں۔ کیونکہ یہ ایک عظیم الشان اور حیرت انگیز معاملہ تھا۔

یہاں تک میرا تعلق ہے میں اس موضوع پر کچھ کہنے کی جرأت نہیں پاتا۔ میں اپنے خیالات اپنی ذات تک محدود رکھوں گا اور خاموش رہوں گا"

اس کے بعد مقدس ایپی فینیس دو مشہور نظریات کا ذکر کرتے ہیں۔ پہلا نظریہ لوقا $\frac{2}{35}$ کے اس فقرہ سے پیدا ہوا کہ ایک بزرگ نے حضرت مریم کو بطور پیشگوئی کے کہا تھا کہ تیرے بیٹے کی وجہ سے تیری جان تلوار سے چھد جائے گی" (لوقا $\frac{2}{35}$)

اس سے بعض لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت مریم شہید ہوگئی تھیں۔ دوسرے نظریہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

"اس کے برعکس مکاشفات یوحنا ۱۲ میں لکھا ہے کہ اژدہا اس خاتون کی طرف لپکا جس نے نرینہ بچے کو دنیا میں جنم دیا تھا۔ اور اس خاتون کو شاہین کے پر عطا ہوئے تاکہ وہ بیابان کو بھاگ جائے۔ اور اژدہا اسے اپنی گرفت میں نہ لے سکے۔ (مکاشفات $\frac{12}{14}$)

ممکن ہے کہ یہ سب کچھ مریم کی ذات میں پایۂ تکمیل کو پہنچا ہو تاہم میں حتمی اور قانونی طور پر اس کی تصدیق نہیں کرتا۔ میں اس امر کا بھی اعلان نہیں کروں گا کہ مریم زندہ جاوید ہے اور نہ ہی میں انکی وفات کا فیصلہ کروں گا"

(The Book of Mary by Henri Daiel Rops P. 135-136)

چوتھی صدی عیسوی کی اس تاریخی دستاویز سے ظاہر ہے کہ مقدس "ایپی فینیس" روایات میں سے صحیح روایت بتانے سے بالکل قاصر ہیں۔ شاید انہیں حقیقتِ حال کا علم ہے لیکن وہ بعض مصلحتوں کے پیشِ نظر صحیح بات نوکِ زبان پر لانے کی جرأت نہیں پاتے۔ بہرحال ہم انکے ممنون ہیں کہ انہوں نے گو مگو کی کیفیات میں قرونِ اولیٰ کے عیسائی اعتقادات سے ہمیں مطلع کر دیا۔ اس سے اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ ابتدائی عیسائیوں میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو کہ سمجھتے تھے کہ حضرت مریم یہود کے پنجۂ استبداد سے نکل کر یروشلم سے باہر چلی گئیں اور وہ محفوظ ہوگئیں۔

قرآنی شہادت

ایشیا میں ان کی ہجرت کا عقیدہ قرونِ اولیٰ میں موجود تھا۔ روایات کی اس ہماہمی میں ساتویں صدی کے شروع میں قرآن کریم نے یہ اعلان کیا کہ:-

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ۔ (مومنون)

"کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو ہم نے (دشمنوں کے ہاتھ سے بچا کر) ایک نشان بنایا۔ ان کو مصیبت سے نجات دیکر ایک ایسے مرتفع مقام میں پناہ دی گئی جو کہ ان کے لئے امن و قرار کی جگہ تھی۔ وہ جگہ سرسبز و شاداب ہے۔ وہاں چشمے جاری ہیں۔"

نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کو بیگانوں نے درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور اپنوں نے بھی فراموش کر دیا۔ یہاں تک کہ عصرِ حاضر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام مبعوث ہوئے اور انہوں نے دنیا کو پھر توجہ دلائی کہ اس آیت میں

[illegible]

سوالات اور انکے جوابات

سوال ۱۔ ایک شخص زیر تبلیغ حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا سید احمد بریلوی صاحب اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش اور وفات کی تاریخ جاننا چاہتے ہیں۔

(ممتاز احمد مربی سلسلہ ڈھاکہ)

جواب۔ (۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ:۔

ولادت ۲۶ جون ۱۵۶۴ء **وفات** ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ:۔

ولادت ۱۷۰۳ء **وفات** ۱۷۶۲ء

(۳) حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ:۔

ولادت ۲۴ اکتوبر ۱۷۸۶ء **وفات** ۶ مئی ۱۸۳۱ء

(۴) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام:۔

ولادت ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء **وفات** ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء

سوال ۲۔ کیا کسی ضرورت کے ماتحت شرعی طور پر دو نمازوں کو جمع کرکے پڑھا جا سکتا ہے؟ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کیا ہے؟ (حمید احمد کراچی)

جواب۔ شریعت کی اصل روح تو یہی ہے کہ نماز کو اپنے وقت پر ادا کیا جائے لیکن ضرورتوں کے موقعہ پر اسلام میں اجازت موجود ہے کہ ظہر و عصر — اور — مغرب و عشاء کو جمع کرکے پڑھ لیا جائے۔ فجر کی نماز کے جمع کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس بارے میں احادیث میں اسوۂ نبوی کا تذکرہ بایں الفاظ ہے :۔

(۱) عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین صلاۃ الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیر ویجمع بین المغرب والعشاء۔ رواہ البخاری (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی حالت میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جمع فرما لیا کرتے تھے۔

(۲) عن معاذ بن جبل قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک اذا زاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظہر والعصر وان ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر حتی ینزل للعصر وفی المغرب مثل ذلک اذا غابت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین المغرب والعشاء وان ارتحل قبل ان تغیب الشمس اخر المغرب حتی ینزل للعشاء ثم یجمع بینہما رواہ ابوداؤد والترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ۔ غزوہ تبوک کے سفر میں اگر حضور زوال شمس کے بعد کوچ فرماتے تو ظہر و عصر کو جمع کرکے روانہ ہوتے اور اگر زوال سے پہلے روانہ ہوتے تو ظہر کو پیچھے کرتے اور عصر کے وقت ٹھہر کر دونوں نمازیں جمع فرماتے۔ اسی طرح مغرب میں اگر غروب آفتاب کے بعد کوچ کرتے تو مغرب و عشاء کو جمع کرکے روانہ ہوتے اور اگر غروب آفتاب سے پہلے روانگی ہوتی تو مغرب میں تاخیر فرماتے اور عشاء کے وقت اُتر کر مغرب و عشاء جمع فرماتے۔

(۳) عن ابن عباس قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین الظہر والعصر وبین المغرب والعشاء بالمدینۃ من غیر خوف ولا مطر قال فقیل لابن عباس ما اراد بذلک قال اراد ان لا تحرج امتہ۔

ترجمہ - ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء جمع فرمائیں۔ حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس سے حضور کا مقصد کیا تھا ؟ انہوں نے فرمایا تا آپ کی اُمت کے لئے غیر معمولی تنگی نہ ہو" جامع الترمذی ابواب الصلوٰۃ ص۲۶)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر، خوف، بیماری اور بارش کی حالت میں نمازیں جمع ہو سکتی ہیں نیز کسی ایسی جماعتی ضرورت کے وقت بھی جب مسلسل اجتماع وغیرہ پر کافی وقت خرچ ہوتا ہو۔

سوال ۴۳ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء کو آپ کا ورثہ کیوں نہ دیا گیا ؟

(بشیر حسین سرگودھا)

جواب - ہر شخص کی اولاد کو وہ مال ورثہ میں ملتا ہے جو مرتے وقت اس کی **ذاتی ملکیت** ہو۔ نبی کی اولاد ہونا کوئی جرم نہیں کہ انہیں ورثہ سے محروم قرار دیا جائے لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی کونسی ذاتی جائداد یا اموال موجود تھے ؟ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جود و سخا کے باعث آپ کا کوئی مال بوقت وفات موجود نہ تھا۔ البتہ جو بیت المال یا وقف املاک بطور نبی یعنی امت کا سربراہ ہوتے کے آپ کے زیر انتظام تھے ان میں ورثہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ انہیں اموال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں فرما دیا تھا ما ترکناہ صدقۃ - کہ یہ اموال ذاتی نہیں اسلئے ساری امت کا حق ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ نبی کی ذاتی حیثیت میں اس کے ذاتی ترکہ کے وارث اسکے ورثاء ہوتے ہیں اور نبی کی روحانی حیثیت میں روحانی تربیت کی اموال و املاک کی نگرانی اور انتظامی اختیارات اس کی وفات کے بعد خلفاء کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کے باعث صدیوں سے وراثت نبوی کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہے۔

سوال ۴۴ - دخول فی النار دائمی ہے یا عارضی - اگر عارضی ہے تو کس آیت کی روشنی میں ؟ (حکیم غلام رسول ودھ سرگودھا)

جواب - قرآن مجید میں ایک عام اصول مقرر ہے کہ بدی کی سزا بدی کے برابر ہوگی - زیادہ سزا دینا ظلم ہے - اللہ تعالیٰ ہرگز ظلم نہیں کرتا - چونکہ انسان کی بدیاں بہرحال محدود ہیں اسلئے عملی سے عملی سزا اسکے باوجود وہ بہرحال محدود ہوگی غیر محدود نہیں ہو سکتی -

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں ذکر فرمایا ہے کہ جہنم کی سزا جو بغرض اصلاح ہے ایک وقت میں ختم ہو جائے گی - سورہ ہود کی ان آیات میں جہنم اور جنت کے متعلق **تقابلی ذکر** پر ذرا تدبر فرمائیں ۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّشَھِیْقٌ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ (ہود : ۱۰۶-۱۰۸)

ترجمہ - بدعمل لوگ آگ میں چیخیں چلائیں گے بہت لمبے عرصہ تک وہاں رہنے والے ہوں گے جب تک وہ آسمان و زمین ہونگے سوائے اس کے کہ تیرے رب کی مشیت ہو جائے - یقیناً تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے سعادتمند لوگ جنت میں رہیں گے جب تک وہ آسمان و زمین ہونگے سوائے اس کے کہ تیرے رب کی مشیت ہو - یہ جنت ایسی عطا اور بخشش ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی ۔"

عربی زبان میں خلود تو مطلقاً لمبے عرصہ کو کہتے ہیں۔ الثبات المدید (لسان العرب) باقی اس کا غیر منقطع ہونا قرینہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اہلِ جہنم کے لئے اِنَّ ربّكَ فعّالٌ لما يُريد فرمایا ہے جو رحم کے پہلو پر دلالت کرتا ہے۔ اور جنت کو "عطاءً غیر مجذوذ" قرار دے کر غیر منقطع ٹھہرایا ہے۔

دُعائیہ فہرست میں آپ کا نام

الفرقان کے خاص معاونین کی فہرست میں ابھی ان دوستوں کے نام شامل ہوسکتے ہیں جو دس سال کا چندہ پچاس روپے پیشگی ادا کر دیں۔ ایسے لوگوں کو رسالہ بھی ملیگا اور قریباً اکیس بیس مرتبہ ان کے نام دعا کے لئے شائع ہوں گے۔ اب ناموں کی گنجائش نہایت محدود ہے اسلئے یہ اعلان دو تین ماہ تک کے لئے ہے۔

(مینجر الفرقان)

سُود کے متعلق بہائیوں سے ایک سوال

آجکل زمانہ کی رَو کے ساتھ بہتے ہوئے بہائی کہتے ہیں کہ سُود کے بغیر گزارہ نہیں اسلئے اسلام کا یہ حکم ناقابلِ عمل ہے۔ بہائیوں کے بانی جناب مرزا حسین علی صاحب المعروف بہاء اللہ بادشاہ کے نام عکا سے خط لکھتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:-

"ہم نے سُنا ہے کہ ان افترا پردازوں میں سے ایک نے یہ بھی کہا کہ یہ بندہ عراق میں سُود کھاتا تھا اور اپنے لئے مال و دولت جمع کرتا تھا۔ ان سے کہہ دے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ جس کے بارے میں تمہیں ذرہ علم نہیں کیسے حکم لگاتے ہو اور بندگانِ خدا پر بہتان باندھتے ہو اور شیطانوں کے سے گمان کرتے ہو۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا تھی حالانکہ خدا نے اس مقدس و محفوظ کتاب میں سُود کو منع کیا ہے جو محمد رسول اللہ خاتم النبیین پر نازل فرمائی ہے اور جسے اپنی حجت باقیہ اور لوگوں کے لئے ہدایت و رہنما الٰہی بنایا ہے۔ اور یہ مسئلہ سُود ان مسائل میں سے ایک ہے جن میں ہم نے علماء ایران سے مخالفت کی ہے۔ اور حکم کتاب کے مطابق ہم نے لوگوں کو سُود سے روکا" (سورۃ الملوک اردو۔ ترجمہ محفوظ الحق علمی صـ۱۵-۱۶)

بہائی لوگ بتائیں کہ جب بہاء اللہ نے اپنے سُود کھانے کو بہتان، افتراء اور شیطان کا گمان قرار دیا ہے اور اپنی پوزیشن یہ بتائی ہے کہ وہ ہمیشہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق لوگوں کو سُود کھانے سے روکتے رہے ہیں تو اب بہائی سُود کو کیونکر جائز قرار دے سکتے ہیں؟

بہائی کب تیار ہوں گے؟

(۱) ہمارا اختلافی مسائل پر تحریری تبادلۂ خیالات کے لئے بہائی کیوں تیار نہیں ہوتے؟

(۲) تحریری تبادلۂ خیالات نہیں تو تحریری مقالجات پڑھے جانے کے لئے کانفرنس منعقد کرنے پر کیوں تیار نہیں ہوتے؟ کیا کوئی بہائی صاحب اس عقدہ کو حل کرسکیں گے؟

یادِ رفتگان

تین مجاہد اور بزرگ ہستیوں کا ذکرِ خیر

الفرقان کے اس نمبر میں ٹائیٹل صفحہ پر تین تصاویر شائع ہو رہی ہیں (۱) حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ (۲) حضرت مولوی ابو البشارت عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ (۳) حضرت ڈاکٹر بدر الدین صاحب مرحوم۔ یہ سب خاص خوبیوں کے مالک تھے۔ نئی نسل کا فرض ہے کہ ایسے بزرگوں کی خوبیوں کو اپنائے اور ان کی جگہ ان فرائض کو ادا کرے جو یہ بزرگ کرتے تھے۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی صاحبِ الہام بزرگ تھے۔ ان کی سلسلہ کے لئے فدائیت بے مثال تھی۔ جناب مولانا عبد الغفور صاحب قریباً چالیس سال تک سلسلہ کی بے لوث خدمت کرتے رہے ہیں۔ آپ صوفی مشرب اور دین کے غیور سپاہی تھے۔ جناب ڈاکٹر بدر الدین صاحب ایسے ایثار پیشہ بزرگوں سے دین کی اشاعت ہوتی ہے۔ دردمند دل رکھنے والے اور نہایت متواضع بزرگ تھے۔ اوّل الذکر دونوں بزرگوں کے متعلق پہلے بھی لکھا جا چکا ہے اسلئے اب ذیل میں صرف جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومین کے درجات جنّت الفردوس میں بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو نیکی و تقویٰ میں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین (ایڈیٹر)

حضرت ڈاکٹر بدر الدین صاحب کے مختصر حالات

(از جناب شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے)

پیدائش :- ۲۱ جنوری ۱۸۹۵ء۔ وفات ۲۰ جنوری ۱۹۶۱ء۔ عمر پورے ترسیٹھ سال۔

حضرت دادا جان مرحوم حکیم مولوی قمر الدین صاحب (مرحوم ضلع جالندھر) کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی میں میرے برادرِ بزرگ ڈاکٹر بدر الدین صاحب نے خط کے ذریعہ حضورؑ کی بیعت کی تھی مگر حضورؑ سے ملاقات نہ کر سکے۔ جس کا انہیں عمر بھر افسوس رہا۔

بھائی نے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ۱۹۱۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۲۶ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ایم۔بی۔بی۔ایس کا امتحان پاس کیا۔ کالج کے زمانہ میں آپ احمدیہ ہوسٹل میں رہے۔ آپ کے اُس زمانہ کے ساتھی جناب شیخ بشیر احمد صاحب، جناب مرزا عبد الحق صاحب، جناب ملک غلام فرید صاحب، جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر، جناب میاں عطاء اللہ صاحب، جناب صوفی محمد ابراہیم صاحب اور جناب ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب ہیں۔ سب آپکے اخلاص اور تبلیغ کے جوش اور تڑپ کی اب تک تعریف کرتے ہیں۔ جناب شیخ محمد احمد صاحب کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں مرحوم بھائی انٹر کالجیئٹ احمدیہ ایسوسی ایشن کے صدر اور شیخ صاحب موصوف سیکرٹری تھے۔

ایم۔بی۔بی۔ایس کا امتحان پاس کرنے کے معاً بعد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ مشرقی افریقہ تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ نیروبی میں رہے۔ کچھ عرصہ کمپالہ میں اور کچھ وقت میگاڈی میں رہے ۱۹۳۵ء میں واپس آ گئے اور حضور کے ارشاد کی تعمیل میں کراچی میں پریکٹس شروع کی۔ مگر پریکٹس کی طرف کم اور تبلیغ کی طرف ان کا زیادہ رجحان تھا۔

کراچی میں تین سال گزارنے کے بعد پھر مشرقی افریقہ تشریف لے گئے اور میگاڈی وغیرہ میں پانچ سال تک رہے۔ یہ زمانہ دوسری جنگ عظیم کا تھا۔ حکومت کو ڈاکٹروں کی خدمات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین کے ارشاد پر مرحوم بھائی بھی کیپٹن کے عہدہ پر فوج میں متعین ہو گئے۔ اس دوران میں انہوں نے زیادہ تر وقت مشرق بعید کے مختلف ممالک میں گزارا۔ ۱۹۴۶ء میں فوج سے سبکدوش ہو کر قادیان واپس آ گئے مگر فوج کی ملازمت کے دوران وہ یہ دیکھ چکے تھے کہ برٹش نارتھ بورنیو کا میدان تبلیغ کے لئے خالی ہے۔ یہاں پریکٹس کے وسیع میدان کے باوجود وہ مئی ۱۹۴۷ء میں بورنیو میں جیسلٹن کے مقام پر مقیم ہو گئے اور اردگرد کے تمام تبلیغی نظام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

فلپائن میں چونکہ وہاں کی حکومت کسی مسلمان مشنری کو اپنے ملک میں داخل نہیں ہونے دیتی تھی اس لئے مرحوم بھائی نے اس غرض کے لئے اپنی خدمات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں آپ فلپائن گئے جہاں تھوڑے ہی عرصہ میں دو سو سے زائد اشخاص ان کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اس پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۸ء میں جلسہ سالانہ کی تقریر کا آغاز اس مرد مجاہد کے ذکر سے فرمایا تھا۔

عمر بھر بھائی کو تبلیغ کا جنون رہا۔ انہوں نے مختلف مقامات پر جماعتیں قائم کیں۔ گھر میں ہمیشہ اللہ اور رسولؐ کا ذکر ہوتا رہا۔ وہ اپنے بچوں کو یہ تلقین کرتے رہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کرتے رہیں۔ چنانچہ ان کے بڑے صاحبزادے نصیر الدین احمد صاحب ایم۔ اے اس وقت سیرالیون میں امیر جماعت اور مشنری انچارج ہیں۔ بڑی صاحبزادی امۃ الرحیم صاحبہ عطیہ کی شادی صوفی مطیع الرحمٰن صاحب مبلغ امریکہ کے ساتھ ہوئی۔ ایک چھوٹی صاحبزادی امۃ العزیز صاحبہ بورنیو کے مبلغ مرزا محمد ادریس صاحب کی اہلیہ ہیں۔ ان کی اولاد بھی خدا کے فضل سے خدمت دین کے جذبہ سے سرشار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ؛

قواعد وضوابط

۱۔ الفرقان ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۲۔ رسالہ کا سالانہ چندہ پاکستان اور بھارت کے لئے چھ روپے اور بیرونی ممالک کے لئے ۱۲ شلنگ مقرر ہے۔
۳۔ چندہ پیشگی لیا جاتا ہے۔
۴۔ چونکہ رسالہ بھیجتے وقت باقاعدہ چیک کر کے پوسٹ کیا جاتا ہے اسلئے بروقت رسالہ نہ ملنے پر اپنے ڈاکخانہ سے دریافت فرمائیں اگر رسالہ وہاں بھی نہ پہنچا ہو تو مینیجر الفرقان کو اطلاع دیں تاکہ افسران بالا کو توجہ دلائی جائے۔
۵۔ دوبارہ رسالہ صرف اُن دوستوں کو بھیجا جائیگا جو اس ماہ کی بیس تاریخ تک رسالہ نہ پہنچنے کی اطلاع کریں گے اس کے بعد طلب کرنے والے احباب معذور سمجھیں۔
۶۔ علامت دریافت طلب امور کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔
۷۔ ترسیل رقم بنام مینیجر الفرقان ربوہ ہو اور مضامین ایڈیٹر کے نام بھیجے جائیں۔

عبد الرحمٰن انور مینیجر الفرقان ربوہ

شعائر اسلام کی حفاظت

مکرم امتیاز الدین احمد صاحب امین آبادی

داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی تشریح

آجکل چند نوجوان صرف ٹھوڑی پر تھوڑے سے بال رکھ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ داڑھی رکھ لی ہے۔ آپ کا اس داڑھی کے متعلق کیا خیال ہے؟

مَیں نے اِس بارے میں سلسلہ کے بعض بزرگوں اور علماء سے استفسار کیا انہوں نے جو جوابات دیئے ہیں وہ درج ذیل ہیں :۔

۱۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی تحریر فرماتے ہیں :۔

"داڑھی کا رکھنا آنحضرت صلعم کی سنت اسلامیہ ہے۔ اگر داڑھی جو داڑھوں کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے آنحضرت صلعم کی سنت کے رُو سے مسنون شکل کے لگ بھگ ہے تو ٹھیک ہے ورنہ صرف ٹھوڑی پر محدود بالوں سے محدود جگہ پر نمونہ دکھانا کہ ٹھوڑی کے بال سنّتِ نبویہ کے مطابق سمجھے جائیں یہ عقل اور فطرت سے تو تسلیم نہیں ہاں نفس کا طبع زاد فعل باعثِ دلچسپی سمجھنا امرِ دیگر ہے۔ والسلام خاکسار غلام رسول"

۲۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری فرماتے ہیں :۔

"مکرم برادرم راجیکی صاحب نے جو لکھا ہے صحیح ہے۔ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام اور مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی داڑھی مبارک کا عملی نمونہ مسنون طریق بھی اور ہے۔ والسلام دعاگو محمد ابراہیم بقاپوری"

۳۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے فرمایا :۔

"میرا خیال ہے یہ بہت نامعقول بات ہے"

۴۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری فرماتے ہیں :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعفوا اللحیٰ کا حکم دیا ہے۔ کہ مناسب حد تک داڑھی کو بڑھایا جائے۔ عربی زبان کی رُو سے : اللحیۃ اُن بالوں کو کہتے ہیں جو ٹھوڑی اور رخساروں پر ہوتے ہیں۔ شعر الخدین والذقن (المنجد) گویا شرعی اور لغوی طور پر داڑھی وہ ہے جو سارے چہرہ پر ہو۔ اسلئے محض ٹھوڑی پر چند بال رکھ لینا شرعی حکم کی تعمیل قرار نہیں پاسکتی۔ خاکسار ابو العطاء جالندھری"

۵۔ محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس فرماتے ہیں :۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ کہ اے مومنو! تم پر لازم ہے۔ کہ میری سنّت کو اختیار کرو اور میرے بعد خلفاء راشدین کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوں گے انکے طریق پر چلو۔ اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور آپ کے بعد آپ کے دو خلیفے ہوئے۔ اسلئے مومنوں کو انہیں کی اقتداء کرنی چاہیئے اور مسنون شعار داڑھی کے متعلق وہی ہے جو

آنحضرت صلعم اور آپ کے خلفاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء سے ثابت ہے۔

خاکسار جلال الدین شمس"

۶۔ محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری فرماتے ہیں :-

"میری رائے میں ایسی داڑھی اسلامی داڑھی نہیں۔ اسلامی داڑھی وہ ہے جس کی کلوں پر بھی بال ہوں۔ ایسی داڑھی کو نئے فیشن کی داڑھی تو کہا جا سکتا ہے مگر اس سے داڑھی کا اسلامی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ایسی داڑھی کو اسلامی داڑھی سمجھنا یا قرار دینا جو سنت نبوی سے اور سنت خلفاء سے تطابق نہ رکھتی ہو ہرگز درست نہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایسی داڑھی کو مخنث داڑھی قرار دیتے ہیں۔ ایسی داڑھی احمدیوں کے مناسب حال نہیں کیونکہ یہ تبلیغی جماعت ہے اور ایسی داڑھی تبلیغ میں ممد ہونے کی بجائے روک ہے۔ محمد نذیر لائلپوری"

۷۔ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"جواباً تحریر ہے۔ اصل اور صحیح داڑھی تو وہی ہے جس کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے طرز عمل اور آپ کے اقوال سے ثابت ہے اور جس کا عملی نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کے عمل کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ باقی صرف ٹھوڑی پر بال رکھ لینا اصل داڑھی نہیں زیادہ سے زیادہ داڑھی رکھنے کی کوشش ہے۔ بشرطیکہ جو کمی ہے اس کی اصلاح کرنے کی نیت ہو اور اس کے لئے دل کو آمادہ کرنے میں انسان کوشاں ہو۔ بہرحال اگر یہ کیفیت ہو تو یہ داڑھی منڈانے سے بہتر ہے۔ سیف الرحمٰن"

تبصرہ

صحائف قمران

دو سو صفحے کی تاریخ مذاہب سے تعلق رکھنے والی دلچسپ کتاب ہمارے سامنے ہے۔ فاضل مصنف شیخ عبدالقادر صاحب کو آثار قدیمہ درباره مسیحیت سے ایک والہانہ تعلق ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک قیمتی کڑی ہے۔

اس کتاب میں نئے انکشافات The dead Sea Scrolls سے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے آخری دَور پر نہایت عمدہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ محققین کے اقوال اور تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی گئی ہے کہ ان صحائف میں صلیب سے بچنے کے بعد حضرت مسیحؑ کی زندگی کا تذکرہ ہے۔ حضرت مسیح کے زبور (گیت) درج کئے گئے ہیں جن سے قرآنی بیانات کی حرف بحرف تصدیق ہوتی ہے۔

عیسائیت اور اسلام میں سب سے بڑی روک حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا عقیدہ ہے۔ اگر عیسائی صاحبان اس بات کو تسلیم کر لیں کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو دونوں عظیم مذہبوں کے پیروؤں میں فوراً اتحاد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ابنیت اور کفارہ کے عقائد درحقیقت صلیبی موت سے ہی اختراع کئے گئے ہیں۔

زیر تبصرہ تحقیقی مقالہ میں صادق اتحاد کے عنوان سے جو حالات بیان ہوئے ہیں وہ اس باب میں اسلامی عقیدہ کی پوری پوری تائید کرتے ہیں۔

یہ کتاب نہایت محنت اور پوری کاوش سے لکھی گئی ہے۔ ہزاروں صفحات کے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ ہم اس تحقیق پر اپنے فاضل دوست شیخ عبدالقادر صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اگر اس علمی تحقیق کے شایان شان کتابت و طباعت بھی ہوتی تو سونے پر سہاگہ کی مثال صادق آجاتی۔ بہرحال کتاب قابل دید ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ آپ مکتبہ الفرقان ربوہ سے بھی طلب فرما سکتے ہیں ؎

نوائے بے نوا

(جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم)

یہ ثبوتِ بے نیازی تجھے کیوں ہؤا گوارا
کہ فلک سے توڑ پھینکا مری زندگی کا تارا

ترے فیض کی بدولت ہوئے شادکام لاکھوں
کبھی اے بہارِ ہستی کوئی اس طرف اشارا

تجھے ناپسند ہے تو مری آرزو بدل دے
ابھی ہے اُسی روش پر مرے آنسوؤں کا دھارا

نہ فلک سے کچھ شکایت نہ گلہ تری جفا سے
مجھے خواہشوں نے لُوٹا مجھے زندگی نے مارا

نہ ملا کوئی ٹھکانا مری بے قراریوں کو
کہیں رو کے رات کاٹی کہیں رُک کے دن گزارا

بڑے دُکھ بھرے ہیں جاناں مری زندگی کے لمحے
کبھی ہو سکے تو سُننا مری داستاں خدارا

نہ بدل سکی اگرچہ تری خوئے لن ترانی
مرے آنسوؤں نے پھر بھی تجھے بارہا پکارا

مری نیستی کا عالم ترے کُن کا منتظر ہے
مرے مہرباں دکھا دے فیکون کا نظارا

تعلق باللہ کے ذرائع[1]

(از جناب مولوی غلام احمد صاحب فرخ مولوی فاضل)

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہم اس کی مخلوق۔ وہ رب ہے اور ہم اس کے بندے۔ عربی زبان میں جو ام الالسنہ ہے اور نہایت پُرحکمت زبان ہے۔ بندے کے لئے جو انسان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ دو اُنسوں اور محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس اس کو اللہ تعالیٰ سے ہے اور دوسرا اُنس اپنے بنی نوع سے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ انسانی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (الذاریات ع ۳) یعنی مَیں نے بڑے اور چھوٹے تمام انسانوں کو عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور عبد اس وجود کو کہتے ہیں جو دوسرے کا نقش قبول کرلے۔ پس انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے وجود میں پیدا کرے اور اس کی صفات اور اخلاق کے لئے وہ بطور آئینہ کے بن جائے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خلق الانسان من علق۔ (العلق ع ۱) یعنی انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا مادہ رکھ دیا ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی محبت، اس کے رنگ میں رنگین ہونا اور اس کی پاک صفات سے متصف ہونا انسانی پیدائش کا مقصود ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ ورا ء الورا ہستی ہے اور یہ دُنیا اپنے اجرام فلکی کے ساتھ ایک شیش محل کی طرح ہے جس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی شدید القوی ہستی کام کر رہی ہے۔ اسی وجہ سے اکثر لوگوں کو غلطی لگی اور انہوں نے ان ہی شیشوں کی طرف اس کام کو منسوب کر دیا اور اس واحد یگانہ اور مالک حقیقی سے بیگانہ ہو گئے پس ضروری ہے کہ ان ذرائع اور وسائل پر غور کیا جائے جو اس محبوب حقیقی کے پانے اور اس سے تعلق مستحکم کرنے کے لئے قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔

پہلا ذریعہ:- سو اوّل ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پانے کا یہ ہے کہ اس کو صحیح رنگ میں پہچانا جائے اور سچے خدا پر ایمان لایا جائے۔ کیونکہ سچا خدا اپنے طالبوں کو مدد دیتا ہے مگر مُردہ مُردہ کو مدد نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ پر سچے ایمان کا اندازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل عبارت سے کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں:-

> "کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔

[1] یہ مضمون اجتماع انصار اللہ خیر پور ڈویژن میں پڑھا گیا۔

یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالےٰ تمہارے لئے جاگیگا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھیگا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔" (تقویۃ الایمان ص۴۴)

پس اللہ کو پانے اور اس سے تعلق مضبوط کرنے کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ سچے خدا پر ایمان لایا جائے جو اپنی ہر صفت میں بے مثل ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے۔

دوسرا ذریعہ دُعا ہے - یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کمزور اور ضعیف ہے اور اپنے مقصد اور مدعا کو اپنے زورِ بازو اور اپنی ذاتی قوت سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا اس لئے انسان کو اللہ تعالےٰ نے دُعا سکھائی تا اس ذریعہ سے اس کو خدائی مدد اور تائید حاصل ہو اور جو روکیں مقصودِ حقیقی تک پہنچنے میں حائل ہیں وہ دُور ہوں۔ چنانچہ فرماتا ہے اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن ع۶) یعنی تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔

اسی طرح فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ ع۲۳) یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں تو ان کے قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بار بار دعا کے لئے رغبت دلائی ہے۔

تیسرا ذریعہ - ایک ذریعہ اس خالقِ حقیقی کو پانے کے لئے قرآن کریم میں مجاہدہ ٹھہرایا گیا ہے یعنی اپنی جان، مال، عزت، عقل، علم اور ہنر کو خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (توبہ ع۶) یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کو خرچ کرو۔

نیز فرماتا ہے مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ (بقرہ ع۱) یعنی جو کچھ بھی مال، جان، علم، عقل، ہنر، فہم اور فراست ہم نے دیا وہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی راہ میں لگانا چاہیئے۔

نیز فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت ع۷) یعنی جو لوگ ہماری راہ میں ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں ہم اُن کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔

نیز فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ۔ (انشقاق ع۱) یعنی اے انسان! تو اپنے رب کی طرف پورا زور لگا کر جانے والا ہے اور پھر اس سے ملنے والا ہے۔

غرض اللہ تعالےٰ کی ملاقات عمر بھر مسلسل محنت اور مجاہدہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے

تزکیہ نفس کیا۔ اور ہلاک ہوگیا وہ شخص جس نے نفس کو بگاڑا۔ فلح چیرنے کو کہتے ہیں۔ فلاحت زراعت کو کہتے ہیں۔ تزکیہ نفس میں بھی فلاحت ہے۔ مجاہدہ انسانی نفس کو اس کی خرابیوں اور سختیوں سے صاف کرکے اس قابل بنا دیتا ہے کہ اس میں ایمان صحیحہ کی تخم ریزی کی جا سکے۔ جس کے بعد وہ شجرِ ایمان بار آور ہونے کے لائق بن جاتا ہے"

(تقریر ۲۰ دسمبر ۱۹۵۸ء بر موقعہ جلسہ سالانہ)

چوتھا ذریعہ ۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے حصول کا ایک ذریعہ استقامت ہے۔ یعنی طالب راہِ سلوک میں درماندہ اور عاجز نہ ہو۔ اور تھک نہ جائے اور امتحان سے ڈر نہ جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (حم سجدہ ع ۴)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور توحید خالص پر قائم ہوگئے پھر استقامت اختیار کی یعنی طرح طرح کی آزمائشوں اور بلاؤں کے وقت ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس جنت کے وارث ہوگئے جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام استقامت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

"یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے۔ کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرض خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو یہاں تک کہ خدا تعالیٰ بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کردے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے اس وقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں۔ اور صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں ذلت پر خوش ہو جائیں، موت پر راضی ہو جائیں۔ اور ثابت قدمی کے لئے کسی دوست کا انتظار نہ کریں کہ وہ سہارا دے۔ نہ اس وقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے اور باوجود سراسر بے کس اور کمزور ہونے کے اور کسی تسلی کے نہ پانے کے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اور ہرچہ بادا باد کہہ کر گردن کو آگے رکھ دیں اور قضا و قدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلاویں جب تک کہ آزمائش کا حق پورا ہو جائے۔ یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی رسولوں اور نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں

کی خاک سے اب تک خوشبو
آ رہی ہے۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

پانچواں ذریعہ صحبتِ صالحین ہے۔ جاننا چاہیئے کہ انسان طبعاً کامل نمونہ کا محتاج ہے۔ اور کامل نمونہ سے دل میں رغبت اور شوق پیدا ہوتا اور قدم آگے بڑھانے کے لئے ایک زبردست امنگ پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:-

کونوا مع الصادقین (توبع)
یعنی تم ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو
جو راست باز ہیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح بھٹی کے قریب بیٹھنے والا آگ کی چنگاریوں سے اور عطر کے قریب بیٹھنے والا عطر کی خوشبو سے حصہ لیتا ہے اسی طرح نیک لوگوں کے قریب بیٹھنے والا ان کے نیک خیالات سے متاثر ہوتا ہے۔ اور جب دو شخص اکٹھے بیٹھے ہوں اور ایک دوسرے سے ہمکلام نہ بھی ہوں تب بھی خیالات کی رَو اندر ہی اندر ایک سے دوسرے میں سرایت کرتی اور متاثر کر رہی ہوتی ہے۔ پس طالب اور سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک، صالح اور صادق مردانِ خدا کی تلاش کرے اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر فیض حاصل کرے۔

چھٹا ذریعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے خیر خواہی کی جائے اور خدمتِ خلق کی عادت پیدا کی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:-

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ
یعنی اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے
محبت کرتا ہے۔

جو شخص اِس خیال اور جذبہ سے نہ صرف انسانوں بلکہ چرند پرند پر بھی رحم کرتا ہے کہ وہ میرے رب کی مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رحم، شفقت اور محبت کو جذب کرنیوالا اور اس کے فضلوں کا وارث بن جاتا ہے۔

درحقیقت "خدمتِ خلق" کو اسلامی تعلیم میں ایک امتیازی شان حاصل ہے اور اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

الخَلْقُ عیال اللّٰہ فاحسن الخلق
من احسن الیٰ عیالہ۔
(مشکوٰۃ باب الشفقۃ)

یعنی مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے پس
بہترین شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے کنبہ
سے احسان کرے۔

ساتواں ذریعہ۔ اس مالکِ حقیقی کی محبت حاصل کرنے اور اس سے تعلق بڑھانے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان ہر وقت اور ہر لحظہ اس کی یاد تازہ رکھے۔ نہ صرف یہ کہ اس کی حمد و ثناء سے دل اور زبان معمور ہوں بلکہ اس کی صفات پر ہمیشہ غور اور فکر کرتا رہے۔ اور دست در کار دل بایار کا عملی نمونہ ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا
وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ
یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا
بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ
النَّارِ۔ (آل عمران ع ۲۰)

یعنی حقیقی عقلمند وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اُٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں پر یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش کی حکمتوں پر غور کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے اِس عالم کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تو ایسے بے مقصد

کام کرنے سے پاک ہے۔ پس تو ہمیں آگ کے
عذاب سے بچا اور ہماری زندگی کو بے مقصد
بٹنے سے بچالے۔"

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خوب فرمایا ہے ؎

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

تعلق باللہ کے یہ چند ذرائع ہیں جو اس وقت بیان کئے گئے ہیں ورنہ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ملفوظات میں اور بھی متعدد ذرائع بیان فرمائے گئے ہیں +

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعتِ احمدیہ کے قیام کی غرض

(بقیہ صلا)

کی طرح ان کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان کے لئے جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھلانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبتِ الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے۔ اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس ربِ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔ فالحمد لہ اوّلاً وآخراً وظاھراً وباطناً اسلمنا لہ ھو مولانا فی الدنیا والاٰخرۃ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

خاکسار غلام احمد لدھیانہ

(تبلیغ رسالت جلد اوّل ص۵۲ تا ص۵۵ ۴ مارچ ۱۸۸۹ء)

شکریہ احباب

جو دوست رسالہ الفرقان کے تبلیغی مقاصد کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی کوشش فرماتے ہیں ان سب کا شکریہ۔ جزاھم اللہ خیراً۔ گزشتہ ماہ مکرم شیخ محمد یوسف صاحب زعیم لائلپور نے اس بارے میں خاص سعی فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

(مینیجر)

لائف ممبرز

رسالہ الفرقان کے مستقل خریدار

ذیل کے تمام بزرگ اور احباب شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں۔ جزاہم اللہ خیراً ـــــــ (خادم۔ ابوالعطاء)

ربوہ

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق نائب صدر عالمی عدالت ہیگ
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔اے دارالصدر غربی۔
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری۔
- حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی
- جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد پی۔ایچ۔ڈی۔
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ۔

قادیان

- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر۔
- جناب مسعود احمد صاحب انیس شاہجہانپوری۔
- جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش۔
- جناب ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ۔ احمدیہ شفاخانہ
- جناب چوہدری شہامت علی صاحب ساہیبہ رتن۔
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش
- ،، حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری۔

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ جھنگ صدر
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ موضع لوڑ ضلع جھنگ
- جناب چوہدری عبدالحکیم خان صاحب چک 294 ج۔ب ضلع جھنگ
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ۔ ایڈووکیٹ۔

ضلع سرگودہا

- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ سرگودہا شہر۔
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب بلاک 12 سرگودہا شہر۔
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک 23 جنوبی۔
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ ایجنسیز لمیٹڈ سرگودہا۔
- جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب آڑھتی
- جناب ڈاکٹر تیاض حسین صاحب بلوچ ہیلتھ سنٹر قادر آباد۔
- جناب ابوالظفر شمشیر خان صاحب چوہیر حال ربوہ۔

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر۔ امیر جماعت احمدیہ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب، پتوکی۔ ضلع لاہور
- جناب قریشی عبدالرشید صاحب 20/R رحمت کالونی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ۔
- جناب امیرالدین صاحب کرشن باغ
- ،، ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب وائس پرنسپل ڈینٹل ہسپتال۔
- جناب سید بہادل شاہ صاحب نسبت روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس۔ڈی۔او۔ پونچھ روڈ
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب کسٹوڈین لاہور۔
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب دی لاہور مرچنٹ ٹرانسپورٹ
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ لاہور
- جناب قریشی قمر احمد صاحب بریلوی ماڈل ٹاؤن۔
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی لاہور۔
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- ،، چوہدری عبدالحکیم صاحب ۴۳ میکلوڈ روڈ لاہور

- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ میکلوڈ روڈ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب مکان G-11-111 ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس لاہور
- جناب ملک عبداللطیف صاحب سٹاکوی
- جناب حافظ عبدالکریم صاحب نفسل۔نفسل ریڈیو
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- " الیس۔ایو شیخ صاحب کوثر
- " حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ۔
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب ۱۷۔ میکلوڈ روڈ۔
- جناب مسٹر اے۔اے بھٹی صاحب اکاؤنٹنٹ مال روڈ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس ۲۵۔ دی مال
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب ۶۔ دیال سنگھ مینشن دی مال۔
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد۔
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب ماڈل ٹاؤن نائب امیر
- جناب مرزا عبدالرحمٰن صاحب ناصر پروفیسر انجینئرنگ کالج
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد۔
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب راوی پارک۔
- جناب عبدالرشید صاحب افریقی
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ٹھیکیدار

ضلع راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب، ۱۱۶ ڈلہوزی روڈ۔صدر
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب ڈی۔اے۔وی کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب ایمپائر ہوٹل۔صدر راولپنڈی
- جناب میجر عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ۔مال روڈ۔
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب مرحوم۔ ۱۔اصغر مال روڈ راولپنڈی۔
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی سی۔سی۔ایم۔اے۔
- جناب کیپٹن محمد اسحاق صاحب ملک۔مری روڈ
- جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ راولپنڈی
- جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس مری روڈ
- جناب قاضی عبدالغنی صاحب حلقہ مسجد
- جناب محمد یونس صاحب فاروق سٹیلائٹ ٹاؤن۔
- جناب محی الدین صاحب محلہ کرتار پورہ بابا روڈ اردو۔
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ۔
- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ۔راولپنڈی
- جناب ایم۔اے غنی صاحب بی۔اے نیا محلہ راولپنڈی
- جناب کرنل محمود احمد صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب مسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔اے سٹیلائٹ ٹاؤن۔
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کشمیری بازار راولپنڈی۔
- جناب کیپٹن اے۔یو۔زبیدا احمد صاحب چرچ روڈ۔راولپنڈی
- جناب چوہدری نورالحسن صاحب موضع تبیارا ضلع راولپنڈی۔
- جناب شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی، سٹیلائٹ ٹاؤن۔
- جناب ملک بشیر احمد صاحب، فلائٹ لفٹیننٹ کالج روڈ۔
- جناب میجر عبدالرحمٰن صاحب مغل سٹیلائٹ ٹاؤن۔
- جناب کیپٹن کرامت اللہ صاحب سکول آف سگنل راولپنڈی۔
- جناب چوہدری مبارک محمد صاحب ایم۔ایس سی
- جناب صوبیدار نواب دین صاحب محلہ امرپورہ راولپنڈی۔
- جناب کیپٹن عبدالحی صاحب پریم گلی۔صدر راولپنڈی۔
- جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب چھاچھی محلہ راولپنڈی۔
- جناب شیخ غلام رسول صاحب نیا محلہ راولپنڈی۔
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب مری۔

ضلع ملتان

- جناب ملک عمر علی احمد صاحب امیر جماعتہائے ضلع ملتان
- جناب میاں محمد عمر صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
- جناب شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ کالٹکس ایجنٹ
- جناب زاہد احمد خان صاحب
- جناب نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین ملتان۔
- جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ڈاکٹر حسین احمد صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس۔بورے والہ
- جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندر آباد۔ضلع ملتان۔
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر۔پیران غائب۔
- جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد حلیم صاحبان پسران شیخ محمد اسلم صاحب دنیا پور
- جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ایم۔بی۔بی۔ایس ملتان چھاؤنی

● جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب
بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
● جناب ماسٹر نواب الدین صاحب
ایم۔اے
● جناب چوہدری شریف احمد، ولی محمد
صاحبان کچہری بازار خانیوال
● جناب شیخ عبدالغفور صاحب
پٹواری نہر۔احمد نگر
● جناب حکیم انوار حسین و محمود احمد
صاحبان کچہری بازار خانیوال
● جناب شیخ محمد اسلم و محمد سلیم صاحبان
کمیشن ایجنٹ دنیا پور
● جناب چوہدری منور احمد خان صاحب
بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
● جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب
اومیگا ریڈیو کمپنی ملتان شہر
● جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی
دنیا پور ضلع ملتان۔
● جناب سیٹھ اللہ یوایا صاحب،
حسین آگاہی ملتان شہر

ضلع شیخوپورہ

● جناب چوہدری انور حسین صاحب
ایڈووکیٹ۔امیر جماعت احمدیہ
● جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد
انبالوی۔منڈی مریدکے۔
ضلع شیخوپورہ۔

ضلع گوجرانوالہ

● جناب عبدالرحمن صاحب قائمہ
مینیجر سنگر مشین کمپنی گوجرانوالہ

● جناب میاں برکت علی، غلام احمد
صاحبان۔وزیر آباد
● جناب چوہدری محمد شریف صاحب
فیروزوالہ۔
● جناب میاں محمد شریف صاحب
باغبانپورہ۔گوجرانوالہ۔
● جناب چوہدری عبدالحمید صاحب
تھانہ بازار۔گوجرانوالہ
● جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب
"باگوڑا" وزیر آباد
● جناب چوہدری مقبول احمد صاحب
انسپکٹر آف ورکس ریلوے وزیر آباد
● جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب
اینڈ برادرز۔وزیر آباد
● میاں محمد خان، اکبر علی صاحبان
سوداگران چرم۔وزیر آباد
● جناب میاں عنایت اللہ صاحب
فاروق کھڈی۔نظام آباد
● جناب ملک منظور احمد صاحب،
لاہوری گیٹ۔وزیر آباد
● جناب میاں قمر الدین صاحب
مرحوم کھوکھر۔گوجرانوالہ
● جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
ڈسٹرکٹ انجنیئر۔گوجرانوالہ
● جناب چوہدری پیر محمد صاحب،
ہیڈ کلرک محلہ اسلام آباد

ضلع گجرات

● جناب چوہدری بشیر احمد صاحب
ایڈووکیٹ۔امیر جماعت احمدیہ۔

● محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید
عبدالعزیز صاحب منڈی بہاؤالدین
● جناب حوالدار مبارک احمد صاحب
کھاریاں چھاؤنی۔

ضلع جہلم

● جناب سیٹھی عبدالحق صاحب،
داراللباس مین بازار جہلم
● جناب سیٹھی خلیل الرحمن صاحب
مشین محلہ۔جہلم شہر
● جناب خواجہ عبداللطیف صاحب
جنرل مرچنٹ مین بازار جہلم

ضلع سیالکوٹ

● جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب
بازار پنساریاں سیالکوٹ شہر۔
● جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
ایڈووکیٹ نائب امیر جماعت احمدیہ
● جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب
سیالکوٹ شہر۔
● جناب چوہدری عبدالستار صاحب
درگانوالی۔
● جناب محمد علی صاحب ڈینسر بارہ منگا
● ۔۔ میاں سلطان احمد خان صاحب
منڈیکے گرایہ۔
● جناب چوہدری غلام حسین صاحب
گوہد پور۔

کوئٹہ

● جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
● جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے
فاطمہ جناح روڈ۔

● جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
● جناب شیخ محمد اقبال صاحب
اقبال بوٹ ہاؤس جناح روڈ
● جناب شیخ عبدالاحد صاحب
پوسٹ بکس ۴۲
● مجلس خدام الاحمدیہ مسجد احمدیہ
شارع فاطمہ جناح۔
● جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب
● ۔۔ ماسٹر عبدالکریم صاحب جناح روڈ
● احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
● جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
● ۔۔ خان عبدالوحید خان صاحب
● ۔۔ ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
● ۔۔ چوہدری محمود احمد صاحب۔
● ۔۔ عطاء الحق خان صاحب۔
c/o حق برادرز منصفی روڈ۔
● جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈار
● ۔۔ سیٹھ محمد سعید صاحب۔
● جناب محمد عبدالحق صاحب تحوم

اضلاع سابق صوبہ سندھ

● جناب چوہدری سلطان علی صاحب
کمیشن ایجنٹ محراب پور۔
● جناب خان نصیر احمد خان صاحب ناصر
حق برادرز۔خانپور
● جناب حاجی عبدالرحمن صاحب
رئیس باندھی۔ضلع نوابشاہ۔
● جناب محمد عبداللہ صاحب رئیس زمیندار
باندھی ضلع نوابشاہ
● جناب علاؤالدین صاحب

گوٹھ علاؤالدین ۔ ضلع نوابشاہ
• جناب چوہدری عطا محمد صاحب
گوٹھ امام بخش ۔ ضلع نواب شاہ
• جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
گوٹھ امام بخش ۔ ضلع نواب شاہ
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
گوٹھ امام بخش ضلع نواب شاہ
• جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد سنجرانی ضلع نوابشاہ
• جناب حاجی قمر الدین صاحب
گوٹھ قمر آباد ۔ ضلع نواب شاہ
• جناب حاجی کریم بخش صاحب
گوٹھ قمر آباد ۔ ضلع نواب شاہ
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
گوٹھ قمر آباد ۔ ضلع نوابشاہ
• جناب رئیس عبد الحمید صاحب
باندھی ۔ ضلع نواب شاہ
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب
کمیشن ایجنٹ دریا خان مری
ضلع نواب شاہ ۔
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
ضلع نواب شاہ ۔
• جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب
مارکیٹ روڈ ۔ نواب شاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب
مرحوم ۔ نواب شاہ ۔
• جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب
پریذیڈنٹ نواب شاہ
• جناب چوہدری ننھے خان صاحب
گوٹھ ننھے خان ضلع خیرپور
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول ضلع تھرپارکر
• جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب
صدیقی ۔ میرپور خاص
• جناب بابو عبد الغفار صاحب
فوٹو سپیڈ ٹریننگ سائنہ وڈھی آباد
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب
لطیف آباد ۔ حیدر آباد
• جناب ڈاکٹر احمد الدین صاحب
امیر جماعت احمدیہ کنری ۔
• جناب چوہدری رشید دین صاحب
گوٹھ شہدین ضلع نواب شاہ
• جناب فضل الرحمٰن خان صاحب
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
کمیشن ایجنٹ ڈیرہ نوالصاحب
• جناب ملک محمد الٰہی صاحب
چارکول مرچنٹ بدین ضلع حیدر آباد
• جناب ملک جلال الدین صاحب
جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بدین
• جناب ملک محمود احمد صاحب
چارکول مرچنٹ ۔ بدین
• جناب میر غلام محمد صاحب
چارکول مرچنٹ ۔ بدین
• جناب چوہدری کرامت اللہ صاحب بدین
• جناب چوہدری فضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رحیم یار خان
• جناب ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب رحیم آباد
• جناب سید حضرت اللہ صاحب پاشا
ایم ۔ اے لاہور

بہاولپور

• جناب خان عزیز محمد خان صاحب
ایڈمنسٹریٹو آفیسر بہاولپور
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب
دفتر ڈپٹی چیف انجینیر ایریگیشن
• جناب پیر محمد اقبال صاحب اسٹیشن ماسٹر
کراچی
• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم ۔ اے
صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی
• جناب عبد الرحیم صاحب مدہوش
رحمانی ساوتھن روڈ
• دی ایسٹرن سروسز لمیٹڈ ۔ ۱۴ بندر روڈ
• جناب عبد الرزاق صاحب مہتہ اینڈ کمپنی
فوٹوگرافرز پیر الٰہی بخش کالونی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
بی ۔ اے ۔ کورنگی کریک
• جناب چوہدری حاجی مسعود احمد صاحب
خورشید ۔ گھوڑی گارڈن
• جناب محمد شریف صاحب سیفی بی
اسسٹنٹ ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل
پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کراچی ۔
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ کوارٹر $\frac{29}{2}$
کورنگی کریک ۔
• جناب مولوی صدر الدین صاحب احمد
منگھا پیر روڈ ۔
• جناب غلام احمد صاحب ۔ $\frac{3}{4}$
فردوس کالونی ۔ گولیمار
• جناب حافظ عبد الغفور صاحب تاجر مولوی فاضل
• " میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر "

مغربی پاکستان کے دیگر اضلاع

• جناب نوابزادہ محمد امین خان صاحب
بنوں شہر ۔
• جناب محمد سعید احمد صاحب
اسسٹنٹ انجینیر ایئر فورس پشاور
• جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب
پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب
قیصرانی رکوٹ قیصرانی ضلع
ڈیرہ غازی خان ۔
• جناب مبارک علی صاحب جیل روڈ
لائل پور ۔
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق
نارائن فلور ملز جڑانوالہ ضلع لائلپور
• جناب مرزا محمد عبد اللہ صاحب
جی ۔ ٹی روڈ پشاور شہر ۔
• جناب چوہدری عبد المالک صاحب
فاضل ۔ ڈیرہ اسماعیل خان ۔
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب
محلہ رام پورہ پشاور شہر ۔
• جناب شیخ محمد صاحب صدر معلم
ڈی ۔ بی پرائمری سکول ایمالاسٹیٹ
ضلع منٹگمری ۔

مشرقی پاکستان

• جناب شیخ محمود الحسن صاحب
امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ
• جناب فضل کریم صاحب ملا ۔ ڈھاکہ

- جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم
  ۱۳ بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
- جناب میاں محمد انور ڈاکٹر محمد شفیق
  صاحبان ۔ چٹاگانگ
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب
  چٹاگانگ۔
- جناب محمود احمد علاؤ الدین صاحب
  سکندر آبادی ۔ چٹاگانگ
- محترمہ مسعودہ بیگم سعدی صاحبہ
  چٹاگانگ۔
- جناب محمد سلیمان صاحب،
  سوہا روڈ۔ ڈھاکہ
- جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب
  محمود نگر ضلع راجشاہی
- جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
  بیرسٹر۔ ڈھاکہ
- جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب
  ڈی۔پی۔ایچ۔ نارائن گنج
- جناب چوہدری انور احمد صاحب
  کاہلوں ۔ نارائن گنج ۔ ڈھاکہ
- جناب چوہدری خورشید احمد صاحب
  کاہلوں ۔ ڈھاکہ

بھارت کے دیگر علاقے

- جناب مولانا محمد سلیم صاحب
  فاضل ۔ کلکتہ
- جناب سید فضل احمد صاحب
  سپرنٹنڈنٹ پولیس گیا (بھارت)
- جناب مولوی کمال الدین صاحب
  مالا باری ۔ مدراس
- جناب محمد عبداللہ حقانی ۔ ایس سی
  ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ حیدرآباد دکن
- جناب امیر علی صاحب صدیق،
  جنوبی کنارہ ۔ جنوبی ہند
- جناب مولوی سراج الحق صاحب
  عثمان گنج ۔ حیدرآباد (انڈیا)
- جناب میاں محمد عمر صاحب سہگل
  کلکتہ (بھارت)
- جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل
  کلکتہ (بھارت)

دوسرے ممالک

- جناب صالح الشیبی النہدی،
  سرابایا ۔ انڈونیشیا۔
- محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم
  صالح الشیبی صاحب انڈونیشیا۔
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
  ایم ۔ ایس سی ۔ غانا (مغربی افریقہ)
- جناب مسٹر عبدالعزیز عزیز الدین
  صاحب ۔ لندن
- جناب ناظم خان صاحب غوری
  مادگوری (مشرقی افریقہ)
- جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر
  ٹبورا (مشرقی افریقہ)
- جناب ایم ۔ اے ہاشمی صاحب
  کویت (عرب)
- جناب چوہدری عبدالستار صاحب
  کویت (عرب)

عزیزہ محترمہ امۃ اللہ بیگم مرحومہ کا ذکر خیر

مستورات کے رسالہ شہناز کراچی نے لکھا ہے:۔

"ہم نے یہ خبر انتہائی رنج و الم کے ساتھ سنی کہ خواتین کے جریدہ معاصر ماہنامہ مصباح ربوہ کی مدیرہ محترمہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ جو گذشتہ چند ہفتوں سے صاحب فراش تھیں ۲۶ اور ۲۷ ستمبر کی درمیانی شب کو حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت ہی بلند اخلاق کی حامل تھیں۔ نیک دلی، خدا ترسی اور ہمدردی آپ کے سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ ان ہی خصائل نیک کی بدولت بجد وسیع حلقہ کی مالک اور ہر دلعزیز تھیں۔ اس کے علاوہ آپ بہترین ادیبہ تھیں اور کئی سال سے ماہنامہ مصباح کی ادارت کے فرائض باوجود بیماری کے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے رہی تھیں۔ معاصر "مصباح" نے جتنی ترقی کی وہ آپ ہی کی شبانہ روز کی سعی اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔

محترمہ امۃ اللہ خورشید مرحومہ جماعت احمدیہ کے ایک نہایت ہی ممتاز اور جید عالم و فاضل مکرم مولنٰا ابوالعطاء صاحب جالندھری ۔۔۔۔ مدیر ماہنامہ الفرقان کی صاحبزادی اور محترم حکیم خورشید احمد صاحب شاد کی شریک حیات تھیں ۔۔۔

ادارہ شہناز مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اور محترم حکیم خورشید احمد صاحب اور دیگر افراد خاندان کی خدمت میں اس سانحہ ارتحال پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ لواحقین کو صبر کی قوت عطا کرے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔"

"الفِردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

"الفِردوس"

۸۵۔ انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نور کاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے ۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے ۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے
- خارش، پانی بہنا، ہمنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقت ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں ۔
قیمت فی شیشی ۸/ علاوہ محصولڈاک وپیکنگ۔

دِماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک۔ دماغی محنت کرنے والے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دماغ کمزور ہو گئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو اُن کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا، انشاء اللہ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ ایک دوپہر ایک شام بعد غذا ہمراہ آب ۔

قیمت ۔ فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے ؛

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ ۔ گول بازار ربوہ

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

شان صحابة النبي صلى الله عليه وسلم

قصيدة لحضرة احمد المسيح الموعود عليه السلام

ان الصحابة كلهم كذكاء … قد نوروا وجه الورى بضياء

تركوا اقاربهم وحب عيالهم … جاءوا رسول الله كالفقراء

ذبحوا وما خافوا الورى من صدقهم … بل آثروا الرحمن عند بلاء

تحت السيوف تشهدوا لخلوصهم … شهدوا بصدق القلب فى الاملاء

حضروا المواطن كلها من صدقهم … حفدوا لها فى حرة رجلاء

الصالحون الخاشعون لربهم … البائتون بذكره وبكاء

قوم كرام لا نفرق بينهم … كانوا لخير الرسل كالاعضاء

ما كان طعن الناس فيهم صادقا … بل حشنة نشأت من الاهواء

انى ارى صحب الرسول جميعهم … عند المليك بعزة قعساء

تبعوا الرسول برحلة وثواء … صاروا بسبل حبيبهم كعفاء

نهضوا لنصر نبينا بوفاء … عند الضلال وفتنة صماء

وتخيروا لله كل مصيبة … وتهللوا بالقتل والاجلاء

انوارهم فاقت بيان مبين … يسود منها وجه ذى الشحناء

فانظر الى خدماتهم وثباتهم … ودع العدا فى غصة وصلاء

يا رب فارحمنا بصحب نبينا … واغفر وانت الله ذو الآلاء

والله يعلم لو قدرت ولم امت … لاشعت مدح الصحب فى الاعداء

ان كنت تلعنهم وتضحك خسة … فارقب لنفسك كل استهزاء

من سب اصحاب النبى فقد ردى … حق فما فى الحق من اخفاء

مکتبہ الفرقان ربوہ

بہائیت کی تردید، اسلام و احمدیت کی تائید میں سلسلہ احمدیہ کی جملہ مطبوعات آپ ہمارے مکتبہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔ اس میں رسالہ الفرقان کی بھی اعانت ہے۔

مینجر رسالہ الفرقان ربوہ

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں چھپا۔